



حزب الانصار

(دین کے مددگاروں کا گروہ)

پنجاب کا سب سے بڑا اسلامی تبلیغی ادارہ جو ۱۹۲۹ء سے اسلامی خدمت میں سرگرم ہے جامع مسجد بھیرہ کی عظیم الشان عمارت کی مرمت دارالعلوم عزیزہ بھیرہ کا اجراء اور اس کے ماتحت کئی جگہ مدارس عربیہ کا قیام دارالمبلغین سالانہ تبلیغی کانفرنس غرض ہر طریقہ سے مسلمانوں کی تعلیمی - اقتصادی اور مجلسی اصلاح اور تنظیم کے لئے مسلسل مساعی جاری ہیں جماعت کا ترجمان جریدہ شمس الاسلام ہر ماہ بھیرہ سے شائع ہوتا ہے - حزب الانصار کے قائم کردہ دینی اداروں کی امداد اور جریدہ شمس الاسلام کی توسیع اشاعت میں حصہ لیکر اور جماعت کے معاون بنکر ثواب دارین حاصل فرمائیں -

افتخار احمد بکری کان اللہ لہ

امیر حزب الانصار بھیرہ پنجاب

بیا کا اندر ملت حضرت نالہ الخ کو و صلیا کو فی اللہ مرقہ

تحت لادارہ

مولانا الحاج افتخار احمد صاحب بکری بکری حزب الانصار بھیرہ

مدیر مسئول
غلام حسین

مدرسہ سالانہ
عوامی -
معاذین -
طلبہ -

۷۸۹

چند سالہ لکھنے والے
معاونین کے
طریقے
فہرست

(بھیرہ)

شمالی اسلام

پیشکش

ترسیلی اور خط و کتابت کا پتہ:-
بھیرہ شمس الاسلام "جامع مسجد بھیرہ" (پاکستان)

ہندوستان والے اپنا چندہ حاجی فضل الہی عبدالحجید صاحبان
کیشن ایجنٹس ۱۵ نقاب مسجد شریف بمبئی (ہندوستان) کو بذریعہ منی آرڈر روانہ کریں۔

جلد ۲۲	ذیقعد ۱۳۷۰	مطابق ماہ اگست ۱۹۵۱ء	شمارہ ۸
--------	------------	----------------------	---------

فہرست

لکھنے والے

ایڈیٹر
مولانا سید سیاح الدین صاحب کاکا خیل
ایڈیٹر
مولانا محمد زاہد صاحب الحسینی
مانوڈ
مولانا محبت اللہ صاحب
محترم فیض صاحب لودھیانوی بھلوال
مولانا سید سیاح الدین صاحب کاکا خیل
انجمن اشاعت العلوم لائل پور

بزم انصار
شذرات
تعلیمات اسلامی
باب الحدیث
منتخبات القرآن
تاریخ اسلام کا ایک ذریعہ صفحہ
مذکرۃ الکرام
احوال واقعی (نظم)
مدارس عربیہ اور تدریس تعلیم
معلوم دینیہ
تحصیل علوم عربیہ کے لئے آٹھ سالہ
مجوزہ نصاب تعلیم کا نقشہ

بزم انصار و کوائف کارِ دگی حزب الانصار

نہیں ہو سکتے۔ ان مقامات پر حزب الانصار کا چلنا پھرتا مبلغ ہو چکر پیغام حق ہو چکا ہے۔ اور مذاہب باطلہ کی تردید کر کے سادہ لوح مسلمانوں کی متاع ایمان کو مامون و محفوظ رکھے۔

اغیار کے بے پناہ پردہ پیگنڈے جن پر لاکھوں روپے سالانہ خرچ ہو رہے ہیں۔ ایک غریب جماعت جس کے پاس سوائے اخلاص کے کوئی خزانہ نہیں۔ کہاں مقابلہ کر سکتی ہے۔

رسالہ شمس اسلام اپنا فریضہ ادا کر رہا ہے۔ شیعہ دنیا کو دیکھئے کہ اپنی مذہبی تبلیغ کے لئے متعدد اخبارات اور رسائل جاری کئے ہیں۔ جاری ہی نہیں کئے بلکہ قوم کی قوم ان اخبارات و رسائل کی سرپرستی کر رہی ہے۔ آپ ہر ٹرے لکھ شیعہ کے ہاتھ میں ”برہان“ شیعہ اخبار وغیرہ دیکھ سکتے ہیں۔ اور جو علم سے عاری ہیں وہ روپیہ سے اپنے مذہبی لٹریچروں کی امداد و اعانت کر رہے ہیں۔ اہلسنت والجماعت کے رسائل اتنے ہیں جو انگلیوں پر گنے

دارالعلوم غزنیہ: دارالعلوم غزنیہ کا افتتاح ہر شوال سے ہو چکا ہے۔ طالبان علوم و مذہب کثیر تعداد میں آچکے ہیں۔ اور آتے ہیں۔ ان کی آمد سے جامع مسجد کی وسیع چار دیواری میں چل پھل ہو گئی ہے۔ چار مدرسین طالبان علوم و مذہب کو تعلیم دے رہے ہیں۔ دارالعلوم میں تمام فنون کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔

دارالمبلغین | امیر حزب الانصار مولانا الحاج افتخار احمد صاحب گجڑی نے خان پور حیدر آباد۔ کراچی کا سفر کیا۔ اور ایک ماہ کے بعد مراجعت فرماتے پھیرے ہوئے۔ اس سفر میں ہمدردان ملت، ہی خواہان دارالعلوم غزنیہ نے سنے، دے دیے۔ قلمی امداد فرما کر گلشن محمدی کی آبیاری آب زر سے کی۔ اللہ کریم ان تمام حضرات کو دین و دنیا میں سرفراز فرمائے۔ اور دینی خدمت کی بیش از بیش توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔ مولوی محمد عظیم صاحب فاضل دارالعلوم غزنیہ و مبلغ حزب الانصار نے مندرجہ ذیل مقامات کا دورہ کر کے مسلمانوں کو جہاد کے اہم فریضہ کی طرف متوجہ کیا۔

شیخوپورہ۔ وارپٹن۔ کھنڈ۔ لالہ موٹے۔ جہلم۔ کالاچرا۔ سلطان پور۔ چکوال۔ جھٹک۔ محمود والہ۔ تلہ گنگ۔ پٹنہ۔ گھیب۔ کیس پور۔ وزیر آباد۔ گوجرانوالہ۔ چک ملائین۔ لائن۔ ماہی۔ چک ناسٹالی ٹھٹہ۔ ٹانگو والی۔ چک ۱۹

تبلیغ نمبر: شمس اسلام کے اجراء سے ذاتی نفع اور جلب زر حاصل کرنا مقصود نہیں۔ بلکہ کارکنان حزب الانصار نے رسالہ کو پہلے دن سے ہی اس لئے شائع کیا تھا کہ جن مقامات پر حزب الانصار کے مبلغین

شذر آفت

(محترم مولانا سید سیاح الدین صاحب کا کاخیل)

وزیر اعظم پاکستان کا اہم بیان

وزیر اعظم پاکستان مشرفیافت علی خان نے پریس کانفرنس میں یہ اہم بیان دیکر دنیا میں ایک پھل مچا دی۔ کہ ہندوستان نے اپنی تمام فوجیں پاکستان کی سرحدوں پر جمع کر رکھی ہیں۔ اور اس قدر مکمل تیاریاں کی گئی ہیں۔ کہ وہ جب بھی چاہیں حکم ملتے ہی پاکستان پر حملہ کر سکتی ہیں۔ یہ انکشاف کرتے وزیر اعظم صاحب نے دنیا کے تمام امن پسند ممالک سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ ہندوستان کو ان امن سوز جواکات سے روکیں۔ کیونکہ ہندوستان و پاکستان کی باہمی آویزش کو ٹی معمولی حادثہ نہ ہو گا۔ بلکہ یہ ایک ایسی آگ ہوگی جس کے شعلے تمام دنیا کے نوین امن و سلامتی کو جلا کر خاکستر کر دیں گے۔ یہ تفصیلی بیان اخبارات میں آچکا ہے۔ اوریوپی و امریکی ادیشیائی ممالک کے تمام اخبارات نے اس بیان کو واقعی اہمیت دی ہے۔ اور اسکو ایک عظیم حادثہ قرار دیا ہے۔ اور اس میں شک بھی نہیں کہ ہندوستان کا یہ اقدام انتہائی ناجائز و جسارت ہے۔ معلوم نہیں کہ جب یہ سلطو قارئین کرام کی خدمت میں پہنچ جائیں۔ اس وقت تک حالات کیا ہوں گے۔ اور پنڈت نہرو کیا جواب دے چکے ہوں گے۔ اور بین الاقوامی طور سے معاملہ کی کیا صورت بن گئی ہوگی۔ لیکن اب تک کے حالات اور خبروں کی بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستان نے سرحدات پر فوج کا جھلغ غلبا اس مقصد کی خاطر

کیا ہے کہ اس طرح پاکستان کو مروجہ کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور کشمیر کے بارے میں پاکستان کا بنی برانصاف مطالبہ استصواب کسی طرح سے ٹالا جائے۔ مشرگرام کشمیر کے بارے میں جو کچھ فیصلہ کرنا چاہیں گے یا حالات کو دیکھ کر جو مشورہ دینا چاہیں گے نئی پیچیدگیاں اور الجھنیں پیدا کر کے اسکو روکا جائے۔ انڈیا پاکستان سے جنگ کرنے کی حماقت کا از کتاب شاید کبھی نہیں کریگا۔ مقصد صرف توہمات کو اور طرف پھیرنا اور نئے مسائل پیدا کر کے استصواب کے معاملہ کو ابد بھی تاخیر و التواء میں ڈالنا ہے۔ اور ہم توقع رکھتے ہیں۔ کہ ہمارے اور باب سیاست اس موقع پر سمجھ بوجھ سے کام لے کر نہرو گورنمنٹ کو اپنے عوام میں کامیاب نہونے دیں گے۔ اس موقع پر ہم اپنا دینی فرض سمجھتے ہیں کہ تمام باشندگان ملک کی خدمت میں بھی یہ عرض کر دیں کہ اگر خدہ خواستہ ہندوستان نے حماقت کا از کتاب کر کے پاکستان کو پھیرنے کی کوشش کی۔ اور سرحدات پر حملہ کر دیا تو اس صورت میں اپنی مملکت کے ایک ایک انچہ کو دشمن کے جارحانہ حملوں سے بچانا ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے۔ موجودہ جنگ صرف سرحدات پر ادمود ہوں میں لڑی نہیں جاتی۔ بلکہ فوجوں سے زیادہ عام آبادیوں اور گلی کوچوں، شہروں قصبوں بلکہ دیہات میں بھی لڑی جاتی ہے۔ ملک کا ہر باشندہ اس چیز کا ذمہ دار گردانا جاتا ہے۔ کہ وہ پوری

تَفْلِحُونَ -

(آل عمران)

میں، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے
ہو۔ (اور حدود شرعیہ سے
نہ نکلے، تاکہ تم پورے کامیاب
ہو۔) آخرت میں تو ضرور ہی
اور اکثر اوقات دنیا میں بھی

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ان آیات الہی کے مطابق
میر و استقامت، رباط و تقویٰ کی توفیق دے۔

نیز اس موقع پر مکمل اتحاد و اتفاق اور یکجہتی کی
ضرورت ہے۔ اگرچہ پاکستان کے اندر مختلف سیاسی
پارٹیاں موجود ہیں۔ نظام مملکت کے بارے میں ان کی
آراء میں اختلاف بھی ہے۔ ان میں سے ہر ایک علیحدہ
علیحدہ طریق کار کو ملک و ملت کے لئے مفید سمجھتا اور
اسی کو اختیار کرنا چاہتا ہے۔ لیکن جہاں تک مملکت
پاکستان کے بقا و تحفظ کا تعلق ہے اس میں کسی کو
اختلاف نہیں۔ اس مملکت کو ہر دشمن کے دستبرد
سے محفوظ رکھنا اور اس کی سرحدات کی ہر طرح کی
حفاظت تمام جماعتوں کا ایک مشترکہ مقصد ہے۔ اور یہی
وجہ ہے کہ محترم وزیر اعظم صاحب کے اس اکتشاف
و میان کے بعد مختلف جماعتوں کے رہنماؤں اور ذمہ
دار لوگوں نے تائیدی بیانات شائع کر کے یہی کہا کہ ملک
کے بچاؤ کی خاطر ہم سب ایک ہیں۔ اور ہم محترم
وزیر اعظم صاحب کو اپنے تعاون کا پورا پورا یقین دلاتے
ہیں۔ امید ہے کہ اس بنیادی اور اصولی بات کو سامنے
رکھ کر تمام باشندگان ملک ہر لئے والی مصیبت کا مشترکہ
مقابلہ کریں گے۔ حکومت کو چاہئے کہ دورانِ ممان
کے سیاسی اختلافات کو نظر انداز کر کے ہر مخلص فرد و
جماعت کے تعاون کی پیشکش کو قبول کرے۔ اور

مانعت کر کے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہر طاقت اس
ماہ میں خرچ کر کے جنگ لڑے۔ اور دشمن سے اپنے
آپ کو اور اپنی قوم و ملت کو بچائے۔ اور اس عام لڑائی
کے لئے فوج کے بے ہوش ہونے سے ہتھیاروں سے زیادہ

ضرورت فوج دی عزم و استقلال والے قلوب کی ہے۔
اگر اتحاد و اتفاق، ہمدردی و موافات، عزم و استقلال
میر و استقامت اور دفاع ملک و ملت کا جذبہ صادق
موجود ہو تو قوی سے قوی دشمن بھی ملک کے اندر آنے کی
جرات نہیں ہو سکتی۔ اور اگر امدادی اسباب و وسائل کی کثرت
یا کسی اتفاقی حادثہ کی وجہ سے عارضی طور سے ملک کے
کسی گوشہ پر قبضہ کرنے کا موقع دشمن کو مل بھی جائے تو
وہ قبضہ دیر پا نہیں ہوتا۔ اور باشندگان ملک کی اجتماعی
قوت کے سامنے بہت جلد دشمن بے دست و پا ہو کر وہاں
سے غرار اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ پس اس موقع
پراس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مسیح ایمانی قوت پیدا
کی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی امداد پر توکل رکھا جائے۔
تعلق باہل کو مضبوط و مستحکم کیا جائے۔ احکام الہی کی پابندی
اختیار کی جائے۔ منکرات سے توبہ کی جائے۔ گزشتہ
گناہوں کی مغفرت طلب کی جائے۔ اور آئندہ کے لئے
تمام مناہی سے اجتناب رہنے کا پختہ ارادہ کیا جائے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

ای ایمان والو! تکالیف و
مصائب پر، خود صبر کرو۔

اصْبِرُوا وَصَابِرُوا

اور جب کفالت سے مقابلہ
و مقابلہ کی ذمہ داری ہو تو مقابلہ

وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا

میں ۴ صبر کرو۔ اور ہمتانہ مقابلہ
کے وقت، مقابلہ کے لئے

اللَّهُ لَعَلَّكُمْ !!! تیار و مستعد ہو۔ اور ہر حال

جس طریق کار کے مطابق اس کا تعاون تحفظ مملکت کے مقصد کے لئے مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ اسی کے مطابق اس کے تعاون حاصل کر لینے میں دریغ نہ کیا جائے۔ امید ہے کہ حکومت پوری فراخ دلی سے کام لے گی۔ اور ہر فرد ملت کو خدمت ملت اور شرکت جہاد کا موقع دیگی۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ پاکستان اس لحاظ سے ایک مضبوط ترین مملکت ہے کہ اس کے باشندوں میں اس مرکزی بائٹ کا مل اتفاق ہے۔ اور بیرونی ہر خطرہ کے لئے سب مسلمان بلا امتیاز مسلک و خیال ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح متحد ہیں۔ ہم دل سے چاہتے ہیں کہ امن و امان ہو۔ سکون و اطمینان ہو۔ کسی عسائیہ حکومت کے ساتھ ہمارے تعلقات کشیدہ نہ ہوں۔ ہم کسی کی آزادی کو پھیننا اور کسی کے امن کو تباہ کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن اگر کوئی خواہ مخواہ اپنی غلط فہمی اور کج بینی سے ہم کو تر لالہ سمجھ کر ننگے کی کوشش کرے تو پھر ہم بھی اپنی آزادی کو محفوظ کرنے کے لئے وہ سب کچھ کر سکتے ہیں جو کوئی زندہ قوم اپنے بقا و تحفظ کے لئے کیا کرتی ہے۔

مدارس عربیہ کی امداد و اعانت

حسب معمول سوال کے مہینہ میں دو ماہ کی تعطیلات ختم ہونے کے بعد مدارس عربیہ کا نیا تعلیمی سال اس دفعہ بھی شروع ہو چکا ہے۔ اور مدارس عربیہ میں آنے والے نئے سال کے لئے طلبہ کی آمد و رفت شروع ہو گئی ہے۔ یہ ہماری انتہائی بد قسمتی ہے کہ انگریزوں کی غلامی کے دور میں جس طرح غریب و نادار مفلس و قلاش طالب العلم پھٹے پڑا نے کپڑوں میں ہزار مصیبتیں

برداشت کر کے کسی مدرسہ میں پہنچتے اور وہاں داخل ہو کر بمشکل تمام سال بھر کچھ پڑھنے کی کوشش کرتے۔ اسلامی مملکت پاکستان کے بعد بھی وہی حالت بلکہ اس سے بدتر ہے۔ پڑھنے والے اکثر غریب، مسافر و نادار ہوتے ہیں۔ کوئی ایسا شخص جو اپنے گھر سے دیکر پڑھ سکتا ہو دین پڑھنے کے لئے کہیں آتا ہی نہیں۔ ”شریفوں“ کی اولاد سکولوں، کالجوں کا رخ کرتی ہے۔ اور ”کینوں“ کی بھی وہ اولاد جو سکول میں داخل ہونے پر کسی طرح قادر نہ ہوں مدارس کی طرف جلتے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ ان حالات میں مدارس کے منتظمین بڑی ہمت سے کام لیتے ہیں کہ ان طلبہ کے لئے تعلیم و تدریس کے انتظام کے علاوہ ان کے لئے رہنے، کھانے، پینے، پہننے وغیرہ کا بھی انتظام کرتے ہیں۔ اومان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ جس طرح سے بھی ممکن ہو قوم کے اس طبقہ کو دین پڑھا کر دینی اور دنیوی دونوں لحاظ سے سنبھالا جائے جس کو قوم نے ”بے کار“ سمجھ کر ان مدارس کی طرف پھینک دیا ہے۔ اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ ان مدارس کی تعلیم و تربیت سے ہزاروں ”بے کار“ واقعی کام کے آدمی بنے ہیں۔ اور جن بچوں کو کام کا سمجھ کر کالجوں میں بھیجا گیا تھا وہ اپنی ذات اور پورے معاشرہ کے لئے بے کار ثابت ہو کر کو چر گردی کر رہے ہیں۔ اور جن بچوں کو بے کام سمجھ کر مدرسوں کے سرخرو پا گیا تھا وہ اپنی ذات اور مادی قوم کے لئے کارکن ثابت ہو چکے ہیں۔ اس کی بہت سی مثالیں خود ہمارے پیش نظر ہیں۔ علم دین کی شرافت نے بہت سے ”کینوں“ کے رتبہ کو ان اصطلاحی ترفیض سے بڑھ کر ثابت کر دیا ہے۔ اور ہارون الرشید کا مشہور

تاریخی جملہ جو حضرت امام ابو یوسفؒ کے واقعہ کو سن کر کہا گیا تھا۔

ان العلم یرفع | علم دینی اور دنیوی دونوں دینا و دنیا۔

آج بھی صادق ہے۔ ہاں بشرطیکہ علم واقعی ہو۔ عالم نما جاہلوں کی بات نہیں کرتا۔ اِنَّمَا یُخْشِی اللّٰہَ

مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ کی روشنی میں جسے علم کہا جا سکتا ہو۔ الغرض موجودہ نازک دور میں مدارس عربیہ

کے ہتھمیں ایک اہم مذہبی اور قومی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ لیکن یہ حضرات اپنی جیب سے استفاد

ان واجبات کو برداشت نہیں کر سکتے۔ کہ مدرسین و معلمین کے وظائف کے علاوہ طلبہ کی جملہ ضروریات کی کفالت

بھی وہ کر سکیں۔ لہذا مجسوراً قوم کے سامنے دست سوال دراز کر کے مانگنا پڑتا ہے۔ اور پاکستان کے

قریباً تمام مدارس قوم سے چندہ مانگ مانگ کر کام چلا رہے ہیں۔ اور ہماری قوم کے اہل خیر سچی کے دست

تعاون سے دینی تعلیمات کا یہ سلسلہ اساتذہ باقی ہے۔ اس لئے نئے سال کی ابتداء میں اہل حضرات کی

خدمت میں اپیل کرنا اور ان سے مزید امداد و اعانت کی درخواست کرنا ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ جس طرح وہ

دوسری اپنی ذاتی اور قومی ضروریات کے لئے دل کھل کر خرچ کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ دینی تعلیم کو بھی سب سے

بڑھ کر اہم ضرورت یقین کر کے فراخ دلی کے ساتھ امداد فرمائیں۔ اور پاکستان میں جہاں بھی چھوٹے بڑے عربی

مدارس موجود ہیں ان کی امداد و اعانت کر کے ان کے ہتھمیں کو موقع دیں کہ وہ گلبے ولبے طلبہ کی زیادہ سے زیادہ

خدمت کر سکیں۔ معقول و مناسب وظائف دے کر

مدرسین کی خدمات حاصل کر سکیں۔ کھانے، پکڑے اور دیگر ضروریات زندگی کے لئے بھی کافی سہولتیں

پہنچا سکیں۔ ہم ملک کے ہر مدرسہ کو خوشحال اور باہم عروج پر دیکھنا چاہتے ہیں۔ دین کا کام جہاں بھی ہو

رہا ہو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ تیار کام ہو رہا ہے۔ اس لئے تمام مدارس کے لئے عموماً یہ اپیل کی جاتی ہے۔

لیکن اپنے احوال و کوائف اور ضروریات کا ہمیں ذرا نیاد علم ہے۔ اس لئے دارالعلوم عزیمت جامع مسجد

بھیرہ کے بارے میں خصوصی اپیل کی جاتی ہے۔ اور اہل خیر حضرات سے درخواست ہے کہ وہ ضروری امداد فراہم کر ہم کو شاعت علوم دینیہ اور تبلیغ دین کا موقع

عنایت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انکو اجر و اجر عطا فرمائے۔ آمین +

بقیہ صفحہ ۸ - جا سکتے ہیں۔ ان میں سے بعض کی شیع

حیات گل ہو چکی۔ اور بعض ٹٹھا رہے ہیں۔ شمس السلام بھی آخری صف میں ہوتے ہوئے اپنے فرض ادا کر رہا ہے۔

ادارہ شمس الاسلام نے سوچا ہے کہ قارئین شمس السلام کی خدمت میں سال میں دو خصوصی نمبر پیش کئے جائیں۔

جو کہ ہر اہلسنت والجماعت کے ہاتھ میں رد شیعیت و حرانیت کی تبلیغی ڈال رہی ہو۔ چنانچہ نوکل علی اللہ کرتے

ہوئے محرم الحرام کے مہینہ میں رد شیعیت میں شمس السلام کا نمبر شائع کیا جائے گا۔ جس میں اکابرین ملت -

بالخصوص امام اہلسنت والجماعت و دیگر حضرات کے مضامین شائع ہوں گے۔ ہمدردان ملت سے

درخواست ہے کہ اس نمبر کو دفتر سے منگو اور اپنے علاقہ میں تقسیم کریں۔ اور اللہ کریم سے بڑے خیر حاصل کریں۔

لفٹا : ہر جس قدر تبلیغ نمبر کے نسخوں کی ضرورت ہو دفتر کو پہلے اطلاع دیوں +

تعلیمات اسلامی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ود و سلام

ذیل کا مضمون درود شریف کے فضائل میں مولانا حبیب اللہ صاحب مرحوم امرتسری کا تیار کردہ تھا۔ اور اب اسے عاشقانِ سیدالانام صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی مسرت اور روحانی فرحت حاصل کرنے کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر،

کما بרכת علیٰ ابراہیم وعلیٰ آل ابراہیم انک

حمید مجید۔ (بخاری و مسلم ص ۲۴۴۔ ص ۲۴۵ و ص ۲۴۶ جلد ۱)۔

۲۔ حضرت ابی حمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا کہ صحابہؓ نے سوال کیا۔ یا رسول اللہ! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں، پس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انشاء فرمایا کہ یا کوہ اللہم صل علیٰ محمد وازواجہ وذریقہ کما

صلیت علیٰ ابراہیم وبارک علیٰ محمد وازواجہ وذریقہ کما بרכת علیٰ ابراہیم انک حمید مجید۔ (بخاری و مسلم ص ۲۴۴)۔

۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شخص کہ اسکو خوش لگے یہ کہ ثواب دیا جائے تو کہ جس وقت ہم اہلبیت پر درود بھیجے پس چاہئے کہ کہ اللہم صل علیٰ محمد وبارک علیٰ محمد وازواجہ و

امہات المؤمنین وذریقہ واهل بیتہ

۱۔ مشکوٰۃ شریف میں مع اردو ترجمہ (مطبع افلاک اسلام امرتسری)

جلد اول باب المصلوۃ علی النبی صلی اللہ وآلہ وسلم ص ۲۴۴۔

ص ۲۴۵ کا خلاصہ مطلب یہ ہے۔

حضرت عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے فرمایا کہ مجھے حضرت کعب بن عجرؓ نے انہوں نے فرمایا کہ میں آپ کو ایک تحفہ نہ دوں جو میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ پس میں نے کہا کیوں نہیں۔ پس مجھے وہ تحفہ عطا فرمائیے۔ پس انہوں نے فرمایا کہ ہم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہم آپ پر کیسے درود شریف بھیجیں اے اہل بیت۔

پس تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہم کو سلام بھیجنے کی کیفیت سکھائی جو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ کہ

اللہم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراہیم وعلیٰ آل ابراہیم انک حمید مجید۔ اللہم بارک علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد

کما صلیت علیٰ ابراہیم انک حمید مجید درواہ

(ابوداؤد ص ۲۴۷)

۴- حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مجھ پر ایک بار درود شریف بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت بھیجے گا۔ (رواہ مسلم ص ۲۴۷)

۵- حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مجھ پر ایک بار درود بھیجے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے اور اس کے دس گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کے لئے دس درجہ بلند کئے جادینگے۔ (اسکونائی نے روایت کیا ص ۲۴۷)

۶- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تحقیق اللہ تعالیٰ کے لئے بہت فرشتے ہیں زمین میں پھر نیوالے اور میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔ (اسکونائی اور دارمی نے روایت کیا ہے ص ۲۴۷)

۷- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ تم اپنے گھروں کو قبریں نہ ٹھہراؤ۔ اور میری قبر کو عید نہ بناؤ اور مجھ پر درود بھیجو۔ کیونکہ تمہارا درود مجھ کو پہنچتا ہے جہاں کہیں تم ہو۔ (اسکونائی نے روایت کیا ص ۲۴۷)

۸- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی ناک خاک آلودہ ہو کہ جس کے آگے میرا ذکر کیا گیا پس اس شخص پر درود نہ بھیجا۔ الحدیث۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا ص ۲۴۷)

۹- حضرت ابو طلحہؓ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے چہرہ مبارک پر خوشی معلوم ہوتی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا تحقیق آپ کا لب فرماتا ہے۔

اے محمد کیا آپ کو راضی نہیں کرتا ہے یہ کہ آپ کی امت میں سے کوئی آپ پر درود بھیجے مگر میں اس پر دس بار رحمتیں بھیجتا ہوں۔ اور آپ کی امت میں سے کوئی آپ پر سلام بھیجے مگر اس پر دس بار سلام بھیجتا ہوں۔ (اسکونائی اور دارمی نے روایت کیا ص ۲۴۷)

۱۰- حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخت نخیل ہے وہ آدمی جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا پھر اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔ (اسکو ترمذی اور احمد نے روایت کیا۔ ص ۲۴۷)

۱۱- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مجھ پر میری قبر شریف کے پاس درود بھیجے میں اسکو سنتا ہوں۔ اور جو کوئی مجھ پر درود سے درود شریف بھیجتا ہے وہ مجھے پہنچ جاتا ہے۔

۱۲- حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا تحقیق دعا ٹھہری رہتی ہے آسمان اور زمین کے مابین۔ وہ اوپر نہیں جڑھتی یہاں تک کہ تو اپنے نبی علیہ السلام پر درود بھیجے۔ (یہ ترمذی نے روایت کیا۔ ص ۲۴۷)

۱۳- حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا میرے لئے۔ کیا میں آپ کو خوشخبری نہ دوں یہ کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے آپ کے لئے کہ جو شخص

آپ پر درود شریف بھیجتا ہے میں اس پر رحمتیں بھیجتا ہوں۔ اور جو آپ پر سلام بھیجے میں اس پر سلام بھیجوں گا۔ (اسکوا امام احمد نے روایت کیا ص ۲۷۸)۔

۱۴۔ حضرت اوس بن اوس سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تحقیق تمہارا دنوں میں بہتر دن جمعہ مبارک ہے۔ جس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے۔ اور اس میں انکی وفات (شریف) ہوئی۔ اور اس میں پھونکنا ہوگا۔ اور اس میں بیہوش ہونا ہے۔ پس جمعہ (مبارک) کے روز تم مجھ پر کثرت سے درود شریف بھیجا کرو۔ تحقیق تمہارا درود شریف مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ حضرات صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر ہمارا درود شریف کیسے پیش ہوگا۔ حالانکہ بڑیاں پرانی ہو گئی ہوں گی۔ راوی نے کہا۔ صحابہؓ مراد رکھتے تھے اس لفظ سے بوسیدہ۔ حضورؐ پر نور نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ

کے بدن مبارک زمین پر حرام کئے ہیں۔ اسکو ابو داؤد نسائی، ابن ماجہ، دارمی اور بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا ہے۔ ص ۲۷۸)۔

۱۵۔ حضرت ابی درداد سے روایت ہے۔ کہما کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ مبارک کے روز تم مجھ پر کثرت سے درود شریف بھیجا کرو تحقیق جمعہ کا دن خاص کیا گیا ہے۔ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اور تحقیق کوئی مجھ پر درود شریف نہیں بھیجتا گریہ کہ مجھ پر اس کا درود پیش کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہوتا ہے۔ حضرت ابو دردادؓ نے فرمایا کہ میں نے کہا اور موت کے بعد پیش کرینگے؟ حضورؐ پر نور نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے انبیاءؑ کے جموں کا کھانا۔ پس حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا۔ درود ہی۔ درود ہی شیعہ جاسٹے ہیں۔ (رواہ ابن ماجہ ص ۲۷۸)۔

بقیہ ص ۲۸۔ برداشت کر کے کتنا بڑا اہم کام سر انجام دے رہے ہیں۔ اور اگر انصاف عقانیں تو بہت ممکن ہے کہ حکومت مدارس عربیہ کی جو مسئلہ افزائی پر آؤ کار مجبور ہو جائیگی۔ الغرض عربی ادب کے متعلق بھی نئے نصاب تعلیم میں نہ انداز کے ساتھ سوچ کر کتا میں رکھنی چاہئیں۔ چونکہ میں یہ سطور محض اپنے بزرگان دین کو متوجہ کرنیکی خاطر لکھ رہا ہوں نصاب کے متعلق تفصیلی نقشہ فی الحال پیش نہیں کرنا چاہتا۔ اس لئے یہ چند اصولی باتیں عرض کر دیں۔ اگر ان حضراتؑ توجہ فرمائی اور تفصیل کی ضرورت محسوس ہوئی تو تفصیل کیساتھ اپنا عہدہ یہ ظاہر کر دوں گا۔ آخر میں یہ بھی عرض کر دوں کہ نصاب تعلیم کیساتھ ساتھ طریق تعلیم میں تبدیلی بہت ضروری ہے۔ خصوصاً تفسیر و حدیث پڑھانے وقت ہزنیات کی بحثوں کو حد طول نیا اور مسائل مجتہد فیہا کے بارے میں طرفین کی باقاعدہ

موردہ بندی قائم کر کے سوال و جواب اور جواب الجواب کے سلسلہ وار کرنا اور پھر آخر میں دعوات مسائل، سیاست و اخلاق کی حدیثیں پیش کر دینا۔ حقیقاً ایک انشست میں پڑھانا یہ طریقہ چھوڑنا چاہئے۔ بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ اجتماعی اور انفرادی زندگی میں عملی طور پر زیادہ تر جن امور سے واسطہ پڑتا ہے۔ ان کی صحیح صحیح پوری تشریح کی جائے۔ فی الحال یہ اشارہ کافی ہے۔ تفصیل پھر کسی عرض کر دوں گا۔ اب آخر میں نصاب تعلیم کا وہ نقشہ درج کر رہا ہوں جو مجلس مدرسہ ارسوا فیصلہ کر کے ترمیم کیا تھا۔ اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ یہ کوئی آخری اور قطعی فیصلہ نہیں بعض بزرگوں نے اس بارے میں کچھ اور مشورے دیئے ہیں۔ ہم دوبارہ اسلئے شائع کر رہے ہیں کہ کچھ اور حضرات بھی مشورہ دیکر ممنون فرمائیں۔ تاکہ کبھی علماء کی مجلس پھر آخری فیصلہ کر کے کیلئے جمع ہو تو ان مشورہ کو بھی

بالمبشاد اسرار شاد است

حکمت و مواعظت

۱۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر دن سورج تین نازل فرماتا ہے۔ ساتھ چھتیس طواف بیت اللہ کر نیوالوں پر اور تیس اہل مکہ پر اور تیس تمام لوگوں پر (کنز العمال ج ۲)

۲۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنی زبان، اپنے کان اور اپنی آنکھوں کو عرفہ کے دن بچایا اس کی اس عرفہ سے دوسرے عرفہ تک مغفرت کر دیجائیگی۔ (کنز العمال جلد ۳)

۳۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عقیقہ اور عید اضحیٰ کی رات کو جاگا اور عبادت میں گزار دی، اس کا دل نہیں مرے گا جس دن تمام دلوں کو موت آئیگی۔ (کنز العمال ج ۳)

۴۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین دعا عرفہ کے دن کی اور بہترین دعا جو میں اور مجھ سے پہلے کے انبیاء علیہم السلام نے کی ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَهُدًى لَّا شَرِيكَ لَهُ الْمَلِكُ ذَا الْجَلَالِ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ہے۔ کوئی معبود سوا اللہ کے جو اکیلا ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے بادشاہت ہے۔ اور اسی کے لئے ساری تعریفیں ہیں۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (کنز العمال ج ۳)

۵۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرفہ کے دن کا روزہ اگلے اور پچھلے دو سالوں کے چھوٹے گناہوں کا کفارہ کرتا ہے۔ اور عاشورہ کے دن کا روزہ گزشتہ سال کے چھوٹے گناہوں کا کفارہ کرتا ہے۔ (کنز العمال ج ۳)

۶۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ کو دس دن سی الحجہ سے زیادہ عبادت پسندیدہ ہو۔ اس کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزہ جیسا ہے۔ اور اس کی ہر رات کا قیام شب قدر کے قیام جیسا ہے۔ (کنز العمال ج ۳)

۷۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرفہ کے دن اپنے بندہ کی طرف نظر فرماتا ہے تو کسی کو نہیں بھوڑتا۔ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو۔ لیکن اس کی مغفرت فرمادیتا ہے۔ (کنز العمال ج ۳)

۸۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرفہ کے دن اللہ عز و جل کی مخلوق میں سے کوئی شخص ایسا نہیں رہے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو لیکن اللہ اس کی مغفرت فرمادے گا۔ عرض کیا گیا کہ یہ اہل عرفات کے لئے ہے یا لوگوں کیلئے عام طور پر۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ بلکہ (یہ بتاتا)

مُتَحَبِّاتُ الْمَرْءِ حَقُّهُ وَأَوَّلُهَا

(سلسلہ اشاعت) (مولانا محمد زاہد صاحب الحسینی) (گذشتہ)

<p>وہ لوگ جو پاک ہوں۔ محب قرآن پڑھا جا یا کر قواسکی طرف کان لگا یا کرو۔ اور خاموش رہا کرو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (بعض اہل کتاب بھی) جب سینیں جواثر رسول پر تو دیکھے ان کی آنکھیں ابھتی ہیں آنسوؤں سے۔ حبہ اللہ کی آیات دکھام آتی ان پر پڑھا جاتے تو یہ آیات ان کے ایمان کو زیادہ کرتی ہیں۔</p>	<p>الْمُطَهَّرُونَ إِذَا قُمُوا لِلصَّلَاةِ فَأَمْسَقُوا إِلَیْهِمْ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ - وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادُ رَبِّكَ إِلَیْهِ الرَّسُولُ قُلْ أَنُفِیْضُ أَمَّا تَقِیْضُ مِنَ اللَّهِ فَیَعْلَمُ إِذَا قُلِیْتُ عَلَیْهِمْ آیَاتُهُ رَأَوْا حَقَّهُمْ رَیْسَمًا نَّارَ - (الانفال)</p>	<p>آدابِ مبلغ مبلغ کو کم از کم مندرجہ آداب کا محافظ رکھنا چاہئے۔ (۱) قوم کے سرکردہ لوگوں کو خطاب کرے تاکہ ان اصلاح پذیر ہونے پر ساری قوم اصلاح حاصل کرے۔ (۲) نرم اور مناسب کلام کرے۔ (۳) مدلل اور مفصل کلام کرے۔ باری تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس بھیجتے ہوئے فرمایا کہ نہ اِذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ ظَغَفٌ - فَقُولَا لَیْہِ قَوْلَا کَیْنَا - اُدْخُلِی سَبِیْلَ سَبِیْلِکَ بِالْحِکْمَةِ وَ لِلْوَعْدَةِ الْحَسَنَةِ فَہَلْ عَلَی الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ لِلْبَیِّنِ - تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت نکل چلائے۔ پھر اس کے ساتھ نرمی سرتا کرنا۔ لوگوں کو اپنے رب کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ بلائیے۔ رسولوں پر صرف کھول کھول کر پہنچانا ہے۔</p>
<p>۱۹۱۸ء میں کہا تھا: ہر ”ٹیک ہی راز ہے۔ قرآن کریم کے تیرہ سو برس تک محفوظ رہنے کا۔ جو قوم اسکی تفسیر اور شرح لکھا اس جہاد ماہر ماحوظِ امتی ہو وہ کبھی اس کتاب میں رد و بدل کی بھی ہمت نہیں کر سکتی۔ (صدق ۳۷ جولائی ۱۹۱۸ء)</p>	<p>آدابِ قرآن (۱) بلا طہارت قرآن شریف کو ہاتھ نہ لگائے۔ (۲) جب قرآن پڑھا جائے تو خوب غور و فکر سے اسکو سنے۔ (۳) اسکی تلاوت اور سماع سے قوت عمل کو زیادہ بے زیادہ پیدا کرے۔ لَا یَمْسُکُہُ إِلَّا قُرْآنٌ کُوہَاتھ نہ لگائیں مگر</p>	<p>آدابِ مبلغ مبلغ کو کم از کم مندرجہ آداب کا محافظ رکھنا چاہئے۔ (۱) قوم کے سرکردہ لوگوں کو خطاب کرے تاکہ ان اصلاح پذیر ہونے پر ساری قوم اصلاح حاصل کرے۔ (۲) نرم اور مناسب کلام کرے۔ (۳) مدلل اور مفصل کلام کرے۔ باری تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس بھیجتے ہوئے فرمایا کہ نہ اِذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ ظَغَفٌ - فَقُولَا لَیْہِ قَوْلَا کَیْنَا - اُدْخُلِی سَبِیْلَ سَبِیْلِکَ بِالْحِکْمَةِ وَ لِلْوَعْدَةِ الْحَسَنَةِ فَہَلْ عَلَی الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ لِلْبَیِّنِ - تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت نکل چلائے۔ پھر اس کے ساتھ نرمی سرتا کرنا۔ لوگوں کو اپنے رب کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ بلائیے۔ رسولوں پر صرف کھول کھول کر پہنچانا ہے۔</p>

تاریخ اسلام کا ایک نئے بین صفحہ

صحیحہ کی پہلی مشورہ کا

حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت پر اُمت کا اجماع

آفتاب نبوت کے غروب ہوتے ہی دنیا سے اسلام میں ایک کرام برپا ہو گیا۔ صحابہ کرام کے قلوب نہایت بری طرح زخمی تھے۔ اور کسی کو اپنے ہوش و حواس کی قبر نہ تھی۔ مسجد نبوی جو اب تھوڑی دیر پہلے تو تھی اور مگر گاموارہ بنی ہوئی تھی نا فنا آفتاب نبوت کے غروب ہوتے ہی غم و الم کی اندھیر نگر کی جگہ بٹسے بڑے شیر جتنے غصہ اور ہیبت آسمان و زمین لرز پڑتے تھے انتہاء غم سے بخود ہو رہے تھے۔ ایسے وقت اور نازک وقت میں اس انہوہ کثیر کا سنبھالنا خصوصاً جبکہ سرکارِ مجددِ اطہر بھی اب تک اسی دنیائے آب و خاک میں موجود ہوئے۔ بہت مشکل اور دشوار کام تھا۔

حضرت عمرؓ جیسا بیدار مغز بہادر جوش ایمان میں بیخ میخ کو کہہ رہا تھا کہ غیر دارِ اکوٹی سرکار کے وصال کا نام نہ لے ورنہ میں کسی گردن ارادہ نگار سرکار حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح اپنے پروردگار سے ملنے تشریف کے گئے ہیں ابھی اس آئیں گے۔ اور ان سب تکفین کو انکی اپنی گفتار کردار کی سزا دیں گے۔

خدیجہ کے خلیل محمد رسولِ اپنی حضرت ابو بکر صدیقؓ اتفاق سے اس وقت موجود تھے۔ اور کچھ ہی دیر پہلے سرکار کی حیات ہی میں آثارِ صحت (افاقہ الموت) دیکھ کر اپنے گھر واقع میخ تشریف لے گئے تھے۔

اس سانحہ ہوشربا کو منکر بھاگے ہوئے لائے اور آتے ہی دارالنبوت کو خالی دیکھ کر پہلے ذلیلے قابو ہوئے۔ مگر جو سکینہ عدائے انکو مفرِ جنت میں عطا کیا تھا اسے فوجا طمانیت بخشی۔ اور اپنے حبیب کی زیارت کرتے ہوئے مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ کہ اس منتشر شیرازہ کو جمع کر کے سرکار کی تجہیز و تکفین کی طوع کیجائے۔ یہاں آکر دیکھا کہ لوگ ایک فتی میں مبتلا ہیں۔ قیامت کا غم طاری ہر کسی کے ہوش و حواس بجا نہیں ہیں۔ بعض مسجد حضرت عمرؓ کی بلند آواز کا نوں میں آتی۔ انکی زیارت مقدس سے یہ ہوش بھر کلمات سن کر اپنے پہلے انکی طرف توجہ کی۔ اور خاموش کر کے ایک تقریر ارشاد فرمائی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وہ تقریر ایسی موثر اور جاذبِ قلب تھی جسے تسکینِ خاطر کی تمام جماعت صحابہ میں ایک لہر و ڈھادی ختم تقریر کے بعد پھٹے فرمایا کہ اب سرکار کی تجہیز و تکفین کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔

مسند ابویعلیٰ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک قول درج ہے۔ جس میں اپنے بیان فرمایا ہے۔ کہ:-

”ہم حضورؐ کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یکایک دیوار کے کے پیچھے سے کھنچ آتا دی۔ اسی عمر بن خطابؓ اذنا باہر آئے۔ میں جواب دیا کہ اس وقت ہم نہیں آسکتے۔ سرکار کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہو گئے ہیں۔ اس شخص نے پھر کہا کہ ایک ہم معاملہ نہیں

ہو گیا ہو۔ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے ہیں خلافت کیلئے۔ انکی روک تھام کر دے۔ ورنہ یہ لوگ کہیں کوئی ایسی بات نہ کر لیں جو کسی ہولناک جنگ کی پیش خیمہ ہو جائے۔ (حضرت عمرؓ فرماتے ہیں) یہ منکر میں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا کہ پہلے سقیفہ چلیے۔۔۔۔۔

یہ آواز کس کی تھی۔ روایت میں پاسکی تو تشریح نہیں لیتے قرآن سے پتہ چلتا ہے کہ کسی فرشتے نے حضرت عمرؓ کی توجہ اس جانب مبذول کرائی کیونکہ قصداً اسی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لئے خلافت نامزد کر چکی تھی۔ اور انصار اپنے لئے خلافت کے خواہشمند تھے۔

از روئے سیاست یہ سبب ضروری چیز تھی کہ سرکار کے وصال کے بعد فوراً آپ کا کوئی جانشین مقرر ہونا چاہیے۔ ورنہ شیرازہ اسلام فوراً بکھر جائیگا۔ اور ابتدائی محاللات خراب ہو جانے سے آئندہ ترقیوں کا دروازہ بالکل مسدود ہو کر رہ جائیگا۔

کون آپ کی تجویز و تکفین کے کام انجام دے۔ کہاں حضور کی قبر مبارک بنائی جائے۔ کیونکر آپ کی نماز جنازہ ادا کی جائے۔ آئندہ کیا مسجد اشاعت اسلام کی مقرر کی جائے۔ اس اہم کام کیلئے تمام جماعت صحابہ بن مختلف گروہ میں منقسم ہو گئی۔

ہماجرین : ہر اس جماعت کی قیادت حضرات شیعین رضی اللہ عنہما کے ہاتھ میں تھی جن کا رتبہ اسلام میں زیادہ مسلم تھا۔ انصار : ہر یہ جماعت بہت تھوڑی تھی۔ مگر اس وجہ سے پاس قوت کافی تھی۔ اور بڑے بڑے انصاری صحابہ کرام اس

جماعت کے ساتھ تھے۔

بنو ہاشم : ہر یہ گروہ چند افراد پر مشتمل تھا۔ اس گروہ کو مرکزیت تو حاصل نہ تھی۔ مگر بشیر و اس جماعت کا بھی ایک عالی مرتبہ شخص تھا کہ اگر خلافت کا فیصلہ اس کے نام پر بھی ہو جاتا تو اس میں بھی خلیفہ اول بننے کی کافی صلاحیت موجود تھی۔ اس گروہ میں حضرت زبیرؓ حضرت طلحہؓ حضرت عباسؓ اور خود حضرت علیؓ رضی اللہ عنہما اور حضرت فاطمہ زہراؓ رضی اللہ عنہما جمیع کی ہستیاں قابل ذکر ہیں۔

ہماجرین کا گروہ تجہیز و تکفین میں مشغول تھا۔ کہ ایک معلوم الاسم کی آواز نے انصار کے مشورہ خلافت کی طرف اٹکھٹو جہ کیا۔ اور سقیفہ بنی ساعدہ جانا پڑا۔ تیسرا گروہ بنو ہاشم کا حضرت فاطمہ کے گھر میں جمع ہو کر خلیفہ رسول مقرر کرنا کا انتظام کر رہا تھا۔

سحاری میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت کی وفات کے بعد انصار سرے سے ہجرت مخالف تھے۔ اور سقیفہ میں جمع ہو چکے تھے۔ دوسری طرف حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ دار فاطمہ میں بیٹھے ہوئے ہماری مخالفت کر رہے تھے۔ البتہ ہماجرین صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ تھے۔ (دیہ محاللات دیکھ کر) میں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے عرض کیا کہ چلیے۔ پہلے انصاری بھائیوں سے اس مرحلہ کو طے کر لیں۔

بنو ہاشم کہتے تھے کہ ہم حضورؐ کے رشتہ داراؤں کے اہل بیت ہیں۔ لہذا ہمارے ہوتے ہوئے کسی اور کو خلیفہ نہیں ہونا چاہیے۔ چنانچہ فتح الباری ص ۳۳۱ میں ہے۔ وان علیاً و الزبیر ومن کان معہما تخلعوا فی بیت فاطمہ بنت

۱۔ انصار کا گروہ اسلام کے پہلے ہی سے سیاسی اور پولیٹیکل امور میں بہت مہم تھا۔ چنانچہ جماعت سلطنت انجام دینے کے لئے ان کے یہاں ایک جداگانہ عمارت تھی۔ جو غزیرہ میں کے سردار حضرت سعد بن عبادہ کی ملکیت میں تھا۔ اور سب لوگ اسکو سقیفہ بنی ساعدہ کے نام سے یاد کرتے تھے۔ تمام جماعت سلطنت میں نہ طے ہوتے تھے۔ اور یہیں داد و انصاف کا بھی کام ہوتا تھا۔ یہ عمارت جو سقیفہ کے نام سے مشہور تھی ایک کھجوروں کی پھال سے بٹی ہوئی وسیع پھت تھی۔ جسکو اردو اصل لفظ کی حقیقی ترجمانی کے لئے چھتہ کہنا بھی زیادہ نامناسب نہ ہوگا ۱۳

رسول اللہ - علیؑ اور زبیرؓ اور ان کے رفقاء حضرت فاطمہؓ کے گھر جمع ہو کر خلاف مشورہ کر رہے تھے۔

طبری میں ہے:-
و تخلف علی
والزبیر واخا ط
الزبیر وقال لا
اعمل
حتی یبایع
علی

علیؑ اور زبیرؓ نے تخلف کیا حضرت زبیرؓ نے تو تلوار نکال لی تھی آپ کا قول تھا کہ میں اس تلوار کو اس وقت تک بنیام رکھوں گا۔ جب تک علیؑ سے بیعت نہ کر لی جائیگی۔

انصار کہتے تھے کہ سابق الاسلام اور کثیر الفضائل ہیں ہم کو جو شرف اور قبائل اسلام پر حاصل ہے وہ کسی اور کو نہیں ملا۔ ہم نے حضورؐ کو اپنے گھروں میں جگہ دی۔ اور ہماری اعانت و نصرت اسلام نے ترقی کی۔ ہم ہی نے دین محمدیؐ کو اعزاز بخشا۔ لہذا ہم ہی میں سے خلیفہ ہونا چاہیے۔ اور اگر ہمارے یہ دشمن کریں کہ ہم حضورؐ کے قریبی عزیز اور رشتہ دار ہیں تو اچھا خیر ان کو بھی اپنا شریک کاہم بنالینے کو تیار ہیں۔ مگر صورت اس کی یہ ہوگی کہ ہم امیر بنیں گے اور وہ ہمارے وزیر۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہما کے پوچھنے پر بھی انصار یہی گفتگو کرتے رہے۔ حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ انصار سے کچھ کہنا چاہتے تھے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ آگے بڑھے اور آپ نے یوں سلسلہ کلام شروع فرمایا:-

اے انصار! تمہارے فضائل کا ہم لوگ انکار نہیں کرتے۔ یقیناً تم کو اللہ نے اپنے رسولؐ کے دین کی امداد و نصرت کے لئے تمام انسانوں میں منتخب فرمایا۔ اور حضورؐ تمہارے ہی یہاں جا کر پناہ گزین ہوئے۔ یہ بھی تم صحیح کہتے ہو کہ تم نے حضورؐ کی ایسی آڑ سے وقت امداد کی کہ جب کوئی آپ کی مدد کے لئے تیار نہ تھا۔ تم نے ہم لوگوں کی وجہ سے بہت معنا

برداشت کئے مگر تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ ہم ہمارے جینے سرکار کی کس وقت نصرت و رفاقت پر کرباندھی تھی۔ ہم نے اس وقت آپ کی نبوت کی تصدیق کی جب دنیا کفر و شرک سے بھری ہوئی تھی۔ روئے زمین پر کوئی آپ کی ہمنوائی کے لئے تیار نہ تھا۔ ہم ہی نے سب سے پہلے آپ کے حکم کے بموجب مجبور و حقیقی کے آگے سراٹھاتے غم کیا۔ اور آپ کی نابرداشتی مصیبت میں ساتھ ساتھ رہے۔ لہذا خلافت کے معاملہ میں ہم سے تم رفاقتی جھگڑا نہ کرو۔ تم نے اگر دین اسلام کو قوت و نصرت پہنچانے میں سبقت کی تھی تو اب اس تفرق و تشتت کی طرف سبقت کے بانی نہ بنو۔ خلافت ہمارے جینے کے لئے چھوڑ دو۔ ہاں یہ تم سے وعدہ کئے ہیں کہ کوئی کام تمہارے بغیر مشورے کے نہ طے ہوگا۔ تمہاری عزت و حقوق کا کافی لحاظ رکھا جائیگا۔

اس پر مغز تقریر پر انھما کے گروہ کے دو بڑے سردار زبیر بن عوفؓ اور عذیر بن ثابتؓ ثابت کھڑے ہو گئے۔ اور اپنے بھائی انصاریوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ ہاں بیشک ایسا ہی ہونا چاہیے۔ خود سرکار بھی ہمارے جینے ہی میں سے تھے۔ لہذا اب سرکار کی وفات کے بعد آپ کا نائب بھی ہمارے جینے ہی سے ہونا چاہیے۔ اور ہمارا فرض ہوگا کہ جس طرح ہم نے حضورؐ کی مدد و نصرت کے لئے رضاء آبی حاصل کی۔ اسی طرح اب حضورؐ کے جانشین ہمارے ہی میں سے بھی تعمیل احکام و مدد و نصرت کے لئے رضاء رسولؐ و خدا حاصل کریں۔

جب یہ گفتگیاں سلجھتی نظر آئیں تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ یہ ابو عبیدہؓ اور عمرؓ خطابؓ موجود ہیں۔ ان کا اسلام میں بڑا مرتبہ ہے۔ سرکار

بھی ان سے خوش خوش دنیا سے تشریف لے گئے ہیں۔ ان سے بیعت کر لینا چاہئے۔ حضرت عمر کو یہ گفتگو بہت ناگوار گذری۔ اور آپ پر ہم ہو کر بول لٹھے :-

لَا وَاللّٰهِ لَا أَتَوَلّٰی
هٰذَا الْاَهِمَّ عَلَیْكَ
فَاِنَّكَ اَفْضَلُ الْمُهَاجِرِیْنَ
وَتَاثِیْ اَشْنِیْنَ
اِذْ هَمَّا فِی الْخَاسِرِ
وَخَلِیْفَةُ رَسُوْلِ
اللّٰهِ عَلَی الصَّلٰوَةِ
وَالصَّلٰوَةِ اَفْضَلُ
دِیْنٍ لِّلْمُسْلِمِیْنَ
فَمَنْ ذَا یَسْتَعِیْ لَهٗ
اِنْ یَتَقَدَّرْ مَلِكٌ اَوْ یَقُوْلِیْ
هٰذَا الْاَهِمَّ عَلَیْكَ الْبَسْطُ
یَدُكَ فَبَا یَعْلَمُ -

خدا کی قسم ای ابو بکر صدیق یہ نہیں ہو سکتا ہم آپ کے ہوتے ہوئے حاکم بن جائیں۔ آپ چاہیں میں سب سے زیادہ فضیلت والے ہیں۔ آپ غار میں دو میں کے دوسرے تھے۔ آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہو چکے نماز میں۔ اور نماز مسلمانوں کیلئے دین میں سب سے زیادہ اہم ہے۔ لہذا آپ کے ہوتے ہوئے اور کون شخص اس کام پر مامور ہو سکتا ہے۔ لائیے ہاتھ بڑھائیے۔ آپ ہم بیعت کریں گے۔

ان دونوں مہاجر بزرگوں نے ہاتھ بڑھائے ہی تھے کہ انصاری جماعت سے نکل کر حضرت بشیر بن سعد نے سبقت کر کے سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ پھر ایک انبوء تھا جو بیعت کے لئے ٹوٹ پٹا، خدا کی مخلوق کو جہاں تک اطلاع پہنچتی گئی بیعت کے لئے دوڑنے لگی۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ سقیفہ میں تل دھرنے کو جگہ باقی نہ رہی۔ مگر آج جلد ہی اس قصہ کو ختم کر دیا گیا۔ اس بیعت خاصہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

۱۰ اور دوسرے روز یعنی منگل کے دن مسجد شریف میں تمام مسلمان جمع ہوئے۔ پہلے حضرت عمر فاروق نے سرکار

کی وفات کے ناقابل تلافی صدمہ کا ذکر کر کے قرآن کی پیروی کی طرف توجہ دلائی۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کچھ فضائل و کمالات بیان کر کے سقیفہ کے کل حالات بیان کر کے حضرت ابو بکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے مفصل قصہ سے آگاہ کیا۔ تقریر کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اصرار کیا کہ آپ خبر پر تشریف لے چلئے۔ آپ نے انکار فرمایا۔ فاروق عظمیٰ نے پھر اصرار کیا۔ کئی مرتبہ کہنے سننے کے بعد آپ ممبر پر تشریف لے گئے۔ مگر جہاں حضور بیٹھا کرتے تھے اس سے ایک زینہ نیچے آپ فروکش ہوئے اور بیعت عامہ فرمائی۔ اس بیعت میں سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ تفسی کے یا قی تمام مسلمان شریک تھے۔۔۔۔۔

اب ایک سوال یہاں بہت ٹیڑھا پیدا ہوتا ہے کہ سرکار کے جنازہ مبارک کی طرف کسی صحابی نے توجہ نہ کی۔ اور سب لوگ خلافت کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ضرورت ہے کہ اس اعتراض کو بھی ساتھ ہی ساتھ یہیں دفع کر دیں۔ قصہ یہ ہے کہ اگر صحابہ کرام کی عظمت کسی کے دل میں راسخ ہو تو اس کے نزدیک اس سوال کی کچھ ایسی زیادہ وقعت ہی نہیں ہوگی۔ البتہ وہ قلوب جن کے رگ و ریشہ میں بغض و عداوت بھرا ہوا ہے وہ ضرور اس چیز کو حدودِ جبر کے بغیر صورت میں پیش کر کے جاہل و نادان واقف دنیا کے سامنے مقدس رسولؐ کے مقدس اصحابؓ کی توہین و تضحیک کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔

سرکار کے جدِ اطہر کی طرف سے تمام صحابہ کرام کو اطمینان اور

یقین کامل تھا کہ اس میں دنیا ہم سب کا کسی قسم کی قربانی مثلاً یا تو انسانوں کے نہیں پیدا ہو سکتی کیونکہ جس طریقہ سے آپ کی ذات مبارک تمام زندوں میں ممتاز تھی اسی طریقہ سے آپ کا جنازہ مبارک بھی تمام جنازوں سے ممتاز تھا۔ ساتھ ہی نظام سیاسی قائم کرنے کی طرف اگر فوری توجہ نہ کی جاتی تو اختلال کا سخت اندیشہ تھا۔ اس لئے تمام صحابہ کرام کی توجہ فوراً خلافت کی طرف مبذول ہوئی۔ یہ اصول جو اس وقت صحابہ کرام نے اختیار کیا۔ آج بھی اصول دنیا کی متمدن حکومتوں کے نزدیک مشعل ماہ سیاست بنا۔ اور ساری پارلیمنٹوں نے طے کر لیا ہے کہ جب تک نئے بادشاہ کی تعیین و تاج پوشی کی رسم نہیں ادا ہو جاتی اس وقت تک مرنے والے بادشاہ کی تجنیز و تکفین کے مراسم ضروری ادا نہیں ہوتے۔ حالانکہ ان دنوں ہی بادشاہوں کے لئے وہ خطرات بیش از بیش لاحق رہتے ہیں جن کا وہاں شائبہ تک نہ تھا۔

دوسرا غور طلب یہ ہے کہ اگر خلافت کے ابتدائی مراحل طے ہو جاتے اور کوئی مسلمانوں کا حاکم نہیں جاتا تو آپ خود ہی غور فرمائیے کہ وہ امور جو بعد میں مسلمانوں کو ایک ہولناک جنگ میں مبتلا کرنے کے لئے اپنے اندر پوری پوری قوت رکھتے تھے ان کا کیوں نکر اور کون تصفیہ کرتا۔ کہ حضور کو مدینہ میں دفن کرنا چاہئے۔ ہمارے کہتے کہ نہیں کہ لے چلنا چاہئے وہ آپ کا مولود و منسلک ہے۔ کوئی کہتا کہ شام کے اسرائیلی قبرستان لے چلنا چاہئے۔ وہاں خدا کے اور بہت سے نبی دفن ہیں۔ امامت نماز جنازہ کا چھڑنا۔ ہر قبیلہ والا کہتا کہ ہم امامت کریں۔ ہر صحابی اپنے جذبات کا اظہار کرتا۔ غرض کہ ایک نو ریز جنگ چھڑ جاتی۔ اور پھر کسی کے بنائے نہ بنتی۔ خلیفہ مقرر ہو گیا۔ ورنہ لوگوں

نے سرطاحت اس کے سامنے خم کر دیا۔ تو اب سب محالاً طے ہو گئے۔ اس نے فیصلہ کر دیا کہ نہیں۔ سرکار کا جہاں وصال ہوا ہے وہیں آپ دفن ہوں گے۔ اور مدینہ میں آدمیوں کی جماعت نماز جنازہ ادا کر گئی۔

ان سب باتوں کے علاوہ ایک بات یہ بھی غور کرنے کی ہے۔ کہ اگر تمام صحابہ اس طرف سے غافل ہو گئے تھے تو سرکار کے اعزہ نے کیوں نہ اس طرف توجہ کی۔ حضرت علی مرتضیٰ، حضرت عباسؓ، حضرت زبیرؓ وغیرہم موجود تھے وہ اس کا انتظام کرنے۔ مگر تاریخ دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بھی اسی خیال میں گامزن تھے۔ کہ پہلے خلیفہ مقرر کرنا چاہئے۔ چنانچہ اسی مضمون کی درمیانی سطروں میں آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ یہ لوگ بھی دار فاطمہؓ میں جمع ہو کر خلافت کے لئے مشورہ میں مشغول تھے۔

بقیہ ص ۱۸ - شخص کو قربانی کی وسعت ہو۔ اور وہ قربانی نہ کرے۔ تو اس کو چاہئے۔ کہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔
(دکتر العتال جلد ۳)

سرخ نشان

دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چند ختم ہونے کی علامت ہے۔ آٹھ ماہ کا رسالہ بذریعہ وی۔ پی ارسال ہوگا۔ جس کے زائد اخراجات سے بچنے کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں۔ خریداری منظور نہ ہو تو اطلاع دیں۔ خدارا وی۔ پی واپس فرما کر ایک اسلامی ادارے کو ناحق نقصان نہ پہنچائیں خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
(غلام حسنین منیلجی)

تذکرۃ الطہر

از ملفوظات حضرت نوجاہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(مرتبہ مولانا محمد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

توبہ کے اقسام | سب قد موسیٰ کا شرف حاصل ہوا تو اس وقت مولانا کمال الدین، مولانا بدیع بن باور اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ توبہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ ای درویش سب سے عمدہ اور افضل اس وقت سمجھی جاتی ہے کہ جب توبہ کرنے والا جس کام سے توبہ کرے پھر اس کے گرد نہ پھٹکے۔ اگر اس قسم کی توبہ نہ کرے تو وہ توبہ نہیں ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ راہ سلوک میں توبہ اس وقت درست ہوتی ہے کہ نائب اگر مٹی کو چھوئے تو سونا ہو جائے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ جب شیخ اسلام خواجہ فہیل بن عیاض قدس اللہ سرہ نے توبہ کی تو دہانہری میں جن لوگوں کا مال لٹا تھا بعض کو مال واپس دیا۔ اور بعض سے معافی مانگی۔ ان سے ایک یہودی بھی تھا۔ جو کسی طرح راضی نہ ہوتا تھا۔ آپ اس سے معافی مانگتے۔ یہودی نے کہا اگر پاؤں تلے کی مٹی مٹھی بھر لے کر اسے سونا بنا دے تو میں تجھ سے راضی ہو جاؤں گا۔ خواجہ صاحب نے فوراً پاؤں تلے سے مٹی نکال کر اسے دیدی۔ جو فوراً سونا بن گئی۔ یہ دیکھ کر یہودی مسلمان ہو گیا۔ اور کہا فی الواقع نائب وہی ہوتا ہے جس کے ہاتھ تلے سے مٹی بھی سونا ہو جائے۔ بعد ازاں اسی موقع کے مناسب فرمایا۔ کہ ای درویش! میں نے سلطان المشائخ نظام الحق

والدین قدس اللہ سرہ الغریز کی زبان مبارک سے سنا کہ توبہ چھ قسم کی ہوتی ہے۔ توبہ زبان، توبہ چشم، توبہ گوش، توبہ دست، توبہ پاؤں، توبہ نفس۔ پھر فرمایا زبان کی توبہ کا یہ مطلب ہے۔ کہ زبان تمام ناشائستہ باتوں سے دور رکھے۔ بیہودہ گفتگو نہ کرے۔ اور جو بات نہ کہنے کے لائق ہو اسے زبان سے نہ نکالے۔ نیز تازہ وضو کر کے دو گنا شکر واکرے۔ اور قبلہ منہ کر کے بارگاہ الہی میں عرض کرے کہ پروردگار! زبان کو بڑا کہنے سے توبہ عنایت کر۔ اور اپنے دھوکے سوا دوسری باتیں اس سے دور کر۔ بعد ازاں فرمایا کہ ای درویش! شیخ الاسلام خواجہ معین الحق والدین قدس اللہ سرہ الغریز کے رسلے میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ جب صبح صادق ہوتی ہے تو ساتوں اعضاء زبان حال سے زبان کے رو برو فریاد کرتے ہیں۔ اسی زبان اگر تو زبان اپنے تئیں محفوظ رکھیگی تو ہم سلامت رہیں گے۔ اگر اپنے تئیں نہ سمجھیگی۔ ہم سب ہلاک ہو جائیں گے۔ بعد ازاں فرمایا کہ شیخ الاسلام خواجہ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہ الغریز اپنے رسلے میں لکھتے ہیں۔ کہ انسان کے ہر ایک اعضاء میں شہوت اور حرص ہے۔ جو آدمی حکم لئے حجاب کا سبب ہوتے ہیں۔ جب ان شہوتوں اور حرصوں سے توبہ نہیں

سُورۃ العزیز فرماتے ہیں ۵

اَلَا اَمْرٌ ذَکَاہُ کُنْ کہ فردا دستگارا مئی
بدیہا بیشتر کر دی نبیاشداین زندانائی
چو عقبی راہ بنماید دیانصاف بکشاید
مبادا میں نہ آید برو مارا نے شائی
ببار از دیدگاں باراں چو ہستی از گنہگاراں
نہ کر دی کار ہوشیاراں مگر مجنون و شیدا
گناہا تم ز پیوستہ دلم در گریہ رفتہ
بگوئے قطب دل خستہ پراحدہ نمی آئی
تو در صفت گنہگاراں بمانی عابر و میراں
بترسای آفرینا داناں اذان اقصای و رسوائی
پوگر دی شاہ ترکستان ترا صد قصر صد بہستان
بود جائے تو گورستان تباریکی و تنہائی

جب خواجہ صاحب ان فقہائے کو ختم کر چکے تو
حجرے میں یاد آئی میں مشغول ہو گئے ۔
اور میں اور لوگ واپس چلے گئے ۔
الحمد للہ علی ذلک ۵

کرتا۔ اعضا کو پاک نہیں کرتا۔ وہ ہرگز کسی مقام
تک نہیں پہنچتا۔ وہ اعضا یہ ہیں۔ ۱۔ اول آنکھ۔
جس میں بینائی کی شہوت ہے۔ دوسرے ہاتھ جس
میں چیر چھونے کی خاصیت ہے۔ تیسرے کان۔ جن میں
سننے کی خاصیت ہے۔ چوتھے ناک۔ جس میں سونگھنے
کی صفت ہے۔ پانچویں حلق۔ جس کو چکھنے کی صفت
ہے۔ چھٹی زبان۔ جس میں کہنے کی صفت ہے۔ ساتویں
بدن۔ جس میں چھونے کی صفت ہے۔ آٹھویں ہوش
و عقل۔ جس میں نیک و بد کی تمیز کی صفت رکھی گئی ہے۔
بعد ازاں فرمایا کہ توبہ وہی اچھی ہے بر موت سر
پیلے کی جلتے۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہیں: **عَجِّلُوا بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْمَوْتِ**۔ **وَعَجِّلُوا**
بِالتَّوْبَةِ قَبْلَ الْمَوْتِ۔ یعنی نماز فوت ہونے سے
پہلے ادا کرو۔ اور مرنے سے پہلے توبہ کسے جلدی کرو۔
بعد ازاں زبان مبارک سے فرمایا کہ انسان کو چاہئے کہ آج
کو غنیمت سمجھے۔ واللہ اعلم کل استقدر فرصت لے یا
نہ لے۔ چنانچہ شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین قدس

احوال واقعی

(محترم فیض صاحب لدھیانوی بمیلوال)

کہ صدیوں کی بیچنا پڑتا ہے اسی دل کا خیرا
پریشاں اور کیا ہو گا کسی لقت کا شیرازہ
و مقصود سے ٹھکا ہوا ہو جس کا تہانہ
ہماری بے بسی پر آج وہ کہتے ہیں آوازہ
گھروں میں بیٹھ کر کس کو ملی ہے زندگی تازہ
شہیدان وطن کا خون ہے اس کیلئے غرازہ
کھلا ہے سایہ شمشیر میں جنت کا دروازہ

جماعت کی خطا کا کون کر سکتا ہے انانہ
نہ ہے افکار میں وحدت شے اعمال میں وحدت
اسے کم کر دے راہی قعر ذلت میں گرائے گی
ہماری روبرو جو نیم جاں کل اُفت کرتے تھے
سر میدان نکل کر مرنے والے زندہ رہتے ہیں
عروس تربیت کا حسن قتل میں نکھر تارے
کفن بردوش غازی فیض اس لئے سحر واقف ہیں

مدارس عربیہ و زیدیہ تعلیم علوم دینیہ

(بلسلسلہ اشاعت)

(مولانا سید ستیا ح الدین صاحب کا خیال)

(گزشتہ)

(قسط ۲)

تنظیم مدارس

مدارس عربیہ کی تنظیم کی ایک مختصر صورت تو یہ ہے کہ اس کی حقیقی ضرورت محسوس کر کے تمام متہمین مدارس ایک جگہ جمع ہو کر یہ فیصلہ کریں کہ ہر مدرسہ اپنی انفرادیت کو بالکل ختم کرے۔ اور تمام مغربی پاکستان کے لئے ایک مشترکہ مجلس منتظمہ قائم کیا جائے۔ جس میں ملک کے چیدہ چیدہ اہل علم اور دیندار حضرات شامل ہوں۔ ان کی نگرانی میں تمام موجودہ مدارس کا انتظام دیا جائے۔ اور حسب ضرورت وہ نئے مدارس کا ابواء کریں۔ ہر علاقہ، ہر شہر، ہر قصبہ اور ہر گاؤں سے تعلیم دین کے سلسلہ میں زکوٰۃ، صدقات، چندہ مستقلہ وغیرہ کی صورت میں جو مالی امداد حاصل ہوتی ہے وہ آئندہ مدارس کے کارکن پوری کوشش کے ساتھ وہ آئندہ حاصل کر کے اُس مرکزی بیت المال میں داخل کیا کریں۔ اور مرکزی بیت المال سے پھر ان مدارس پر مناسب حال خرچ ہوتا ہے۔ ایک مرکز سے تمام مدارس کے نظام اور اندرونی اور بیرونی معاملات کی پوری پوری نگرانی ہو۔ وہاں سے مدرسین و معلمین اور انتظامی عملہ کا تقرر، تبدیلی، عزل و نصب ہو۔ اور تمام کتابوں کا سالانہ امتحان مرکزی نگرانی میں ہونا ہے۔ الغرض ہر لحاظ سے مکمل نظم و انضباط اور ایک مرکز کے ساتھ پوری پوری وابستگی ہو۔ گویا ایک مستقل متوازی نظام تعلیم

ہو جو اس ملک میں دینی علوم کے احیاء و ابقاء اور ترقی و اشاعت کے لئے قوم کی طرف سے اور قوم کی قوت اجتماعی سے موجود ہو۔ اور حسب استعداد و ہمہ گیری اور مضبوطی و استحکام کے ساتھ اس ملک میں دینی نظام تعلیم کا ابواء و نفاذ ہو جائے۔ تو حکومت اسکو اہمیت و وقعت دینے پر خود مجبور ہوگی۔ اور پھر اس نظام کے فارغ التحصیل فضلا کو ملک کے ہر شعبہ میں نمایاں مقام دینے اور ان کی حیثیت تسلیم کرنے کے بغیر اسے کوئی چارہ کار بھی نہ رہے گا۔ پھر حکومت کی طرف سے بھی ہر طرح کی توجہ فراہمی ہوگی، سرپرستی کی جائے گی اور اس طرح ملک پاکستان میں دینی علوم کو کما حقہ مقام حاصل ہو جائے گا۔ مدارس کی ایسی تنظیم یقیناً موجودہ حالات میں مشکل ہے۔ لیکن عزم و اسخ کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ مشکلات کے بہا و راستہ سے ہٹ جائیں گے۔ اس میں سب سے بڑھ کر مشکل یہ ہے کہ ہر مدرسہ خواہ کتنا ہی چھوٹا اور محدود پیمانہ پر ہے۔ اپنی انفرادیت کو ختم کرنے پر تیار نہیں۔ اور کوئی قطرہ اپنے آپ کو دوسرے قطرہ کے ساتھ ملانے پر آمادہ نہیں۔ اگرچہ اُسے ہزار سمجھایا جائے۔ کہ قطروں کے اس طرح مل جانے سے ناپید اکنار سمندر ہی وجود میں آنے والا ہے۔ اور جواب ناچیز قطرہ کی حیثیت رکھتا ہے وہ خود

معلم دین کر بڑی اہمیت حاصل کرنے والا ہے۔ عاجل کی بہت ہی محدود منفعتوں کی خاطر آج کی وسیع و عریض منفعتوں کو قربان کر رہا ہے۔ پس اصل علاج تو یہ ہے کہ لیکن اگر ایسا نہیں ہو سکتا اور حالات کو دیکھ کر کہا جاسکتا ہے کہ نہیں ہو سکتا۔ تو پھر دینی نظام تعلیم کے مریض جاں بہ لب کو اس مملکت میں ہلاکت سے بچانے کے لئے کم از کم درجہ کی ایک تدبیر اور بھی ہے۔ ملٹری خلعین کو چاہئے کہ اس پر غور کر کے اسے اختیار کریں۔ اور علوم دینیہ کے مستقبل کو کچھ روشن کریں۔

وفاق المدارس العربیہ :

دوسری تجویز یہ ہے۔ کہ وفاق المدارس العربیہ کے نام سے ایک تنظیم کی جائے۔ اس کی صورت یہ ہوگی۔ کہ جو مدارس نظم و ربط کی ضرورت محسوس کرتے ہوں وہ آپس میں مل بیٹھ کر چند بنیادی امور میں اشتراک و تعاون کا معاہدہ کریں۔ ہر مدرسے کا داخلی نظام بالکل آزاد ہوگا۔ جو آمدنی کے ذرائع و وسائل ہیں ان سے وہ خود سرمایہ اکٹھا کرتا ہے۔ جہاں جہاں خرچ کرنا مناسب سمجھتا ہے خرچ کرتا ہے۔ اساتذہ اور دوسرے عملہ مدرسہ کا عزل و نصب ختم یا تنظیم کمیٹی خود اپنے صوابدید سے کرتی ہے۔ ابتدائی اور اوسط درجہ کی کتابوں کا سالانہ امتحان مدرسہ والے نو دیا کریں۔ الغرض اس قسم کے امور میں وفاق کی طرف سے کچھ دخل اندازی نہ ہوگی۔ صرف چند ایسے امور میں تمام اراکان وفاق کا مشترکہ فیصلہ ہوگا جو تمام اراکان مشورہ و صلاح کے بعد آپس میں طے کریں کہ انہی کو مشترکہ اور متفقہ رکھنا ہے۔ مثلاً ایک اہم چیز یہ ہو کہ جس مدرسہ میں بھی دورہ حدیث پڑھانے کا انتظام ہو سکے۔ لائق مدرس اور

کافی طلبہ ہوتا ہو سکیں وہاں دورہ حدیث پڑھایا جائے۔ لیکن نصاب تعلیم اور طریقہ تعلیم وہ ہو جو وفاق المدارس کی طرف سے متعین ہو جائے۔ سال بھر تک تعلیم و تدریس کے بعد طلبہ کا امتحان لینے اور سند فارغ دینیہ کا اختیار صرف اس مدرسہ کو نہو۔ بلکہ اس طرح کے تمام مدارس کے تمام طلبہ سے ہوا امتحان لیا جائے وہ وفاق المدارس کی طرف سے لیا جائے۔ وفاق کی طرف سے ایک متحدہ کمیٹی مقرر ہو جائے جس کے اراکان خاص اختیار اور پوری اہمیت کے ساتھ امتحانی سوالات کے پرچے تیار کریں گے۔ ایک ہی تاریخ معین پر مختلف مراکز میں پوری پابندیوں اور مناسبتیوں کے ساتھ امتحان لیا جائیگا۔ پھر متعین پرچے دیکھ کر نمبر لگائیں گے۔ کامیاب ناکامیاب کا فیصلہ کرینگے۔ اور کامیاب طلبہ کے وفاق کی طرف سے سند دی جائیگی۔ ظاہر ہے کہ کسی غیر معروف مدرسہ کی سند کی وہ حیثیت نہیں ہو سکتی جو اس طرح ہونے والی سند عربیہ کے وفاق کی طرف سے ملی ہوئی سند کی ہو سکتی ہے۔ اس امتحان اور ایسی سند کے حصول کے لئے اہل مدرسہ تعلیم و تدریس میں خصوصی اہتمام سے کام لیں گے۔ طلبہ شوق و ذوق سے پڑھیں گے اور مطالعہ کر کے خاص تیاریاں کرینگے۔ اور اس طرح علمی معیار روز بروز بلند ہوتا چلا جائیگا۔ اور اب قیام پاکستان کے بعد جو تمام مدارس عربیہ میں دورہ حدیث کے غیر معتد لانہ عموم و شیوع اور ہر تعداد کے طلبہ کی حدیث خوانی اور پھر امتحان سند فارغ کی وجہ سے جو علمی معیار دن بدن گرتا چلا جا رہا ہے۔ اور پاکستانی فارغ پیدا ہو رہے ہیں اس کا تدارک ہو جائیگا۔ اور پھر پاکستان میں پاکیزہ سیرت اور محسوس علم والے فارغ التحصیل پیدا ہونے شروع ہو جائیں گے۔ دینی علوم خصوصاً قرآن و حدیث کے ماہر علماء کرام پیدا کرنے اور کام کے علماء کی تعداد

بڑھانے کا بس ہی ایک کامیاب طریقہ ہے۔

اس ”وفاق المدارس العربیہ“ کا مرکز کوئی خاص مدرسہ نہ ہوگا۔ نہ ہمیشہ کے لئے ایک ہی صدر ہوگا۔ بلکہ ہر سال نئے انتخاب سے صدر بننا دیکھنا۔ جس مدرسے کا متمم یا صدر یا اور کوئی رکن صدر منتخب ہو جائے اس سال کے لئے وہ مرکز ہوگا۔ اور دوسرے سال صدارت کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ مرکز بھی بدل جائیگا۔ اگر حسن کا مرکز یا دوسری خصوصیات علمی، اخلاقی، یا محل وقوع کے لحاظ سے کسی خاص مدرسہ کو ذہنی طور سے مرکزیت کی شان حاصل ہوگئی تو وہ دوسری بات ہے۔ درحقیقت یہ پابندی لگائی بھی نہیں جاسکتی۔ اگر مرکزیت کے اوصاف کے حامل ایک مدرسہ نے اپنی اتنی حیثیت قائم کر لی کہ طبقہ علماء و طلبہ میں مرکز کے درجہ میں شمار ہونے لگا تو خواہ مخواہ اسے گنا یا نہیں جاسکتا۔ البتہ آپس کے توافق و تعاون کی خاطر اور تحاسد کے خفیف سے منشا کو بھی باقی نہ رکھنے کی بنا پر رسمی اور قانونی طور سے کسی کو ان تمام مدارس کا مرکز قرار نہیں دیا جائیگا۔ وفاق المدارس کا یہ محض ایک اجالی خاکہ ہے۔ اور اذیہ الاشتراک امور کی طرف صرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ اگر اصولاً اس تجویز کے ساتھ اتفاق کر دیا گیا۔ اور چند مدرسہ نے ضرورت محسوس کر کے وفاق کے قائم کرنے پر آمادگی ظاہر کی تو پھر آپس کے مشورہ سے اس سلسلہ کے تفصیلی قوانین و ضوابط، دائرہ کار، حدود اختیارات اور دیگر متعلقہ امور طے کئے جاسکتے ہیں۔ اور اگر اس پمیل کیا گیا تو نشانہ تعالیٰ پہلے ہی سال بہت سے فوائد و منافع محسوس و مشاہد ہو جائیں گے۔

قیام پاکستان کے بعد نظام تعلیم کے متعلق میں اکثر غور و غوض کرتا رہا ہوں۔ گرد و پیش کے حالات، قوم، حکومت اور طبقہ علماء و طلبہ کے رویہ کے پیش نظر میں نے یہ محسوس کیا۔ کہ نصاب تعلیم، طریق تعلیم اور تنظیم مدارس کے مسئلہ پر از سر نو پوری

سنجیدگی اور درمندی و اخلاص کے ساتھ سوچا جائے۔ یہ کام اہل علم کا تھا۔ اور وہ لوگ درحقیقت اس پینر کے عند اللہ ہوا یہ اور عند الناس ذمہ دار بھی ہیں۔ کہ اس قسم کے مسائل پر غور کیا کریں۔ اور صحیح رہنمائی کر کے اپنے فرائض سے سبکدوش ہو جائیں۔

اس سلسلہ میں ہم نے پہلی کوشش یہ کی۔ کہ انجمن اشاعت العلوم لائل پور کی طرف سے تقریباً ایک سو پچاس مدارس عربیہ پنجاب سندھ، سرحد، بلوچستان کے مہتممین کی طرف دعوت نامے بھیجے۔ کہ وہ حضرات تشریف لاکر متفقہ طور سے ان مسائل کو حل کرنے کی کوئی تدبیر سوچیں۔ بعض حضرات نے تو بالکل توجہ نہیں فرمائی اور دعوت نامے کے پہنچنے کی اطلاع تک نہ دی۔ بلکہ سنا گیا کہ بعض نے تو اس کو ہماری ایک محض نمانہ حرکت قرار دیا۔ بعض نے تجدید پسندی اور آزادی پر محمول کیا۔ اور بعض نے سابقہ نصاب کو بدلنا یا اس میں ترمیم و بیخ کرنا اور نظام تعلیم کے سلسلہ میں کوئی نئی تدبیر اختیار کرنا جیدگوں کی توہین اور بدعت سیدہ قرار دیکر اسکو ناجائز سمجھا۔ کچھ حضرات ایسے تھے کہ انہوں نے تاریخ مقررہ پر تشریف لانے کا وعدہ فرمایا اور ۳۴ مئی ۱۹۴۷ء کو لائل پور تشریف لے آئے۔ اس مجلس مشاورت میں تقریباً ۵۰ علماء کرام شریک ہوئے۔ اور تعلیم کے متعلق کافی بحث و تحقیق ہوئی رہی۔ آخر کار متفقہ طور سے اس مجلس مشاورت میں چند تجویزیں پاس ہوئیں۔ جو درج ذیل ہیں :-

(۱) علوم دینیہ کی باقاعدہ تحصیل اور ان میں مہارت کے حصول کے لئے ابتدائی اردو فارسی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آٹھ سال کا عربی نصاب تعلیم تجویز کیا گیا۔ نیز سکولوں، کالجوں کے ان تعلیم یافتہ حضرات کے لئے جو علوم دینیہ سے واقف ہونا چاہتے ہیں۔ لیکن مخصوص حالات کی وجہ سے زیادہ وقت نہیں دے سکتے۔ ایک مختصر سا نصاب تعلیم تین سال کا مرتب کیا گیا۔ یہ نصاب تعلیم اس

بعض اُن مدارس عربیہ میں بھی بھیجا جائے جن کے نمائندے اس اجلاس میں شریک نہیں ہوئے۔ اور اُن سے بھی استعواب لائے کر کے انکو بھی دعوت دی جائے کہ وہ بھی متفقہ نصاب تعلیم کو جاری کریں۔ اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ یہ نصاب کوئی حرفِ آنر نہیں۔ حالانکہ مطابق اس میں حکم و اضافہ اور ترمیم و تفسیح بھی ممکن ہے۔ اور حضرات علماء کرام کے مفید مشورے شکر کے ساتھ قبول کئے جائیں گے۔ (اس نصاب کا مکمل نقشہ اس مضمون کے آخر میں بالتفصیل دیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمایا جائے)۔

مکھو نمبر ۲۔ تنظیم مدارس دمکاتب اور سالانہ امتحان اور سند فراغ کے سلسلہ میں منتخب کمیٹی کی یہ تجویز مجلس مشاورت سے بالاتفاق منظور کی۔ کہ مغربی پاکستان کے تمام مدارس عربیہ کی ایک یونین (وفاق) بنائی جائے۔ جو داخلی امور میں پورے طور سے آزاد ہونے کے ساتھ ساتھ بالاتفاق طے شدہ چند امور میں اجتماعی طور سے کام کیا کریگی۔ چنانچہ یہ یونین مدارس عربیہ کے دورہ حدیث کا امتحان لینے، نتیجہ شائع کرنے اور سند عطا کرنے کے لئے ایک منتخب کمیٹی مرتب کریگی۔ اور امتحان لینے اور سندات عطا کرنے کے متعلق اس کمیٹی کا فیصلہ آخری فیصلہ ہوگا۔ اس وفاق کی تنظیم و تشکیل اس طور سے ہو کہ جو جو مدارس عربیہ اس وفاق میں شامل ہونا چاہیں وہ اپنے صدر مدرس یا کسی اور معتمد نمائندہ کے اسم گرامی سے اپنی نمائندگی کے لئے دفتر کو مطلع فرمائیں تاکہ اس کا اسم گرامی یونین میں شامل کر دیا جائے۔ اور اس مدرسہ کو یونین کا رکن قرار دیا جائے۔ اور پھر ان مشورہ سے ارکان کمیٹی کا انتخاب عمل میں لایا جائے۔

وفاق بن جانے کے بعد تمام ارکان وفاق کے مشورہ سے مزید تفصیلی قواعد و ضوابط اور حدود اختیارات وغیرہ امور کو مرتب کیا جائے۔ یہ اتفاق آراء بھی فیصلہ ہوا کہ مندرجہ بالا تجویز تمام

طو سے مرتب کیا گیا۔ کہ مجلس مشاورت میں اصولی بحث و تحقیق کے بعد صدر جلسہ کو اختیار دیا گیا کہ وہ چند ارکان کی ایک کمیٹی منتخب کرے۔ جو نصاب تعلیم مرتب کر کے مجلس کے سامنے بحث کے لئے پیش کرے۔ چنانچہ صدر جلسہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب ہتھم مدرسہ خیر المدارس نشان نے مندرجہ ذیل حضرات علماء کلام کی ایک کمیٹی منتخب کی۔ (۱) مولانا خیر محمد صاحب صدر مجلس۔ (۲) حضرت مولانا محمد صاحب لائل پور۔ (۳) مولانا محمد چارخ صاحب گوجرانوالہ۔ (۴) مولانا محمد رفیق صاحب شیخ الحدیث مدرسہ رباتیہ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ (۵) مولانا ظہار الحق صاحب سہیل مدرسہ مدرسہ عربیہ جامع مسجد ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ (۶) مولانا حکیم حافظ عبد المجید صاحب لائل پور۔ (۷) راقم الحرف سید سیاح الدین کا کاخیل دو مدرسہ مدرسہ اشاعت العلوم جامع مسجد لائل پور۔

مولانا خیر محمد صاحب نے تمام حاضرین مجلس مشاورت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ان حضرات کی کمیٹی نصاب تعلیم اور تنظیم مدارس کا مختصر خاکہ تیار کریگی۔ لہذا آپ حضرات نصاب تعلیم کے سلسلہ میں جو کچھ تحریر یا بانی پیش فرما سکتے ہوں تو پیش کر دیں۔ جس سے اس کمیٹی کو امداد ہوئے۔ چنانچہ بعض حضرات نے اپنی آراء کا اظہار فرمایا جس کو نوٹ کر دیا گیا۔ اور بعض حضرات نے نصاب تعلیم کے کچھ نقشے دیئے۔ اس کے بعد مندرجہ بالا کمیٹی کے ارکان نے پورے غور و فوض اور تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد آٹھ سالہ اور تین سالہ نصاب تعلیم کے دو نقشے مرتب کر دیئے۔

۹ ستمبر کو ۹ بجے صبح سے پھر مجلس مشاورت شروع ہوئی۔ منتخب کمیٹی کی رپورٹ حاضرین مجلس کے سامنے پیش کی گئی۔ ایک ایک کتاب پر طریقہ تعلیم و تدریس پر پوری وسعت نظر اور فرائض قلب کے ساتھ بحث کی گئی۔ اور آخر کار متفقہ طور سے اس نصاب تعلیم کو مندرجہ طریق تعلیم کے ساتھ منظور کر دیا۔ اور فیصلہ کر دیا گیا کہ یہ نصاب

کہ اس دردندانہ درخواست کے جواب میں صرف پیش
مدارس سے جو بی خطوط لکے۔ دو ایک نے توارکان مدرسہ سے
مشورہ تک منتظر رہنے کا ذکر فرمایا تھا۔ اور غالباً اٹھارہ مدارس
کے مہتممین نے وفاق میں شامل ہونے پر رضامندی کا اظہار
فرمایا تھا۔ اس قدر اہم مسئلہ کے متعلق ارکان و مہتممین مدارس
عربیہ کی بے اعتنائی اور جواب تک نہ دینے اور موجودہ ہنگامہ
فیروزہ میں بھی اس طرح سکوت اختیار کرنے کا رویہ یقیناً حوصلہ
فرسارہ پیتھا۔ اور اندازہ ہوا۔ کہ یہ حضرات کس طرح وقت کے
اہم مسائل سے بے توجہی بہتے اور کشمکش زندگی سے گریز کی
راہ پسند کرتے ہیں۔ پس جو مصلہ فرساروش کے باوجود ہم نے
اپنی جدوجہد ترک نہیں کی۔ البتہ اس انتظار میں کہ شاید بعض
حضرات درادیر سے جواب دینگے۔ وفاق بیانے میں جلدی
نہیں کی۔ اور یہ مناسب سمجھا کہ بعض حضرات کو پھر یاد دہانی کی
جائے۔ اور اس بابے میں بعض ممتاز و اہل ارشاد اکابر علماء
پاکستان سے بھی مشورہ حاصل کیا جائے۔ اور ان حضرات کی
دہمائی میں یہ کام جاری رکھا جائے۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد
یوسف صاحب بنوری پشاور شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ عربیہ شہد
الذیاریہ سندھ (جو اُس وقت جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے صدر مدرس
اور شیخ الحدیث تھے) کی خدمت میں نصاب کی ایک کاپی روانہ کی۔
اور ان سے درخواست کی کہ وہ بھی اپنے مشوروں سے مستفید فرمائیں۔
چنانچہ انہوں نے پوری توجہ فرمائی اور بہت جلد نصاب کے متعلق اپنے
مشورے تحریر فرما کر ارب سال فرستے۔ اسی طرح حضرت شیخ الاسلام
مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اُس وقت بقیہ حیات تھے۔
ان کی خدمت میں مفصل کارروائی، تجاویز، نصاب تعلیم کا مطبوعہ
نقشہ بھیج کر مشورہ طلب کیا۔ اور امداد یہ تھا کہ آپ کی طرف سے
جو کچھ مشورہ آجائے بس اُسی کے مطابق جس طرح بھی ہو کام کا
آغاز کیا جائیگا۔ ان دنوں حضرت مولانا مرحوم بیمار تھے۔ اس لئے

اس لئے جلد جواب نہ دے سکے۔ پھر معلوم ہوا کہ مولانا کراچی میں ایک
مرکزی دارالعلوم کے قیام کی تجویز سوچ رہے ہیں۔ اور اس خرف
کے لئے ان دنوں آپ کراچی میں چند اکابر علماء اور تاجروں کا ایک
مشاورتی اجتماع بھی کیا تھا۔ ہم نے سوچا کہ جب حضرت مرحوم
جیسا جامع الصفات اور مرکز عقیدت عالم دین ایک مرکز قائم
فرمائیں گے تو اس کے ساتھ بہ آسانی دوسرے مدارس کی مدد کی
ہو سکے گی۔ اور اس طرح تنظیم مدارس کا کام خود بخود سرانجام ہو
جائیگا۔ اس لئے وفاق کی اُس تجویز کو آگے لے جانے کا ارادہ نہ توئی
کر دیا۔ اسی اثناء میں حضرت مولانا مرحوم کی طرف سے مجھے ایک
گرامی نامہ موصول ہوا۔ تحریر فرمایا تھا: ہر
بعد سلام مسنون آنکہ آپ کا خط ملا۔ اس سے قبل کوئی خط مجھے نہیں
ملا۔ پچھلے دنوں علالت بھی بہت شدید اور مقتدرہی۔ اللہ تعالیٰ نے
اپنے فضل و رحمت عافیت بخشی۔ آپ تنظیم مدارس کا جو کام شروع
کیا ہے وہ بہت اچھا ہے۔ مجھے اس سے بہت خوشی ہوئی۔ اللہ
تعالیٰ کامیاب فرمائے۔ آپ کا مسئلہ نصاب پہنچ گیا۔ چند روز بعد
خور کے اس کے متعلق کچھ لکھو گا۔ یہاں قیام مدرسہ کے سلسلہ میں
کچھ گفتگوئیں ہوئیں۔ لیکن ابھی عملاً کوئی چیز سامنے نہیں آئی۔
تنظیم مدارس کے سلسلہ میں آپ اپنی مساعی جاری رکھئے۔ والسلام۔
شبیر احمد عثمانی۔ کراچی۔ ۷ دسمبر ۱۹۵۷ء

غالباً اسی خط کے دوسرے روز آپ کراچی سے بہاولپور روانہ
ہو گئے۔ یہ خط مجھے ۱۸ دسمبر کو ملا۔ اور ۲۲ دسمبر کی شام کو بہاولپور
اور روح فرسا خبر پہنچی کہ آج ۲۲ دسمبر کو آفتاب علم و عمل دہلی میں
استاذ الاساتذہ روح پاکستان شیخ الاسلام علامہ عثمانی بغدادی
(بہاولپور) میں اس عالم فانی سے دارالبقا کی طرف رحلت فرما گئے۔
اللہ وانا الباقی ورجو۔ اس حادثہ فاجعہ کی وجہ سے ہزاروں امیدوار
پر پانی پھر گیا۔ اور دینی حلقے اور علمی طبقے ایک بہت بڑے پیشوا اور
فقیہ النفس کی دہمائی سے محروم ہو گئے۔ اور اسے غرام میں بھی کچھ

وہی عمری اور بے توجہی وہی پرہیزی کی بنا پر اس اہم کام کے بارے میں غفلت کی گئی۔ تو اس کے انجام بد سے محفوظ رہنا مشکل ہے۔ اور اس کی ساری ذمہ داری ان لوگوں پر ہوگی جو آج کل ذمہ دار اور مدارس کے ارباب حل و عقد ہیں۔

نصاب تعلیم

وفاق المدارس کے بعد دوسری اہم چیز نصاب تعلیم ہے۔ میں نے پہلے ہی اجمالاً عرض کیا تھا کہ ہمارے بزرگوں نے ہر زمانہ میں جو نصاب تجویز کیا تھا وہ اپنے اپنے وقت کے حالات کے اعتبار سے بہت مناسب و موزوں اور مفید و نافع تھا۔ اور اس پر اچھے ثمرات مرتب ہوتے رہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی واقعہ ہے کہ انہوں نے ہمیشہ تبدیل زمانہ کے ساتھ ساتھ نصاب کی تبدیلی کا راستہ اختیار کیا ہے۔ اور یہ نہیں ہوا کہ پہلی صدی سے لیکر اب چودھویں صدی تک ایک ہی نصاب رہا ہے۔ اس لئے نصاب کی تبدیلی کی خبر سنکر بدگنا، ناراض ہو کر بگڑنا، نصاب کے متعلق سوچنے والوں کو طعن و تشنیع اور ملا کے تیروں کا نشانہ بنانا بزرگوں کی عقیدت اور انکی صحیح پیروی نہیں۔ بلکہ ایسے لوگ درحقیقت اکابر کی راہ سے ہٹے ہوئے ہیں۔ اکابر کے ساتھ سچی عقیدت اور انکی پیروی و اتباع کا صحیح جذبہ تو یہ ہے کہ جس طرح انہوں نے ہر زمانہ میں ماحول کی دینی ضرورتوں اور علمی تقاضوں کو دیکھا تو اسی کے مطابق پڑھنے پڑھانے کیلئے فنون اور کتب منتخب کئے۔ جس فن کی ضرورت کم محسوس ہوئی اسکی تدریس و تعلیم کو اس ماحول میں کم کر دیا۔ اور جس کی زیادہ ضرورت سمجھی اس فن کو ہر ممکن طریقہ سے ترقی دی۔ اور اسکی عام اشاعت و تصنیف و تالیف، تعلیم و تدریس کے ذریعہ سے کر دی۔ جس کتاب کو حالات کے مطابق معلم و معلم کے لئے مناسب سمجھا اسکو نصاب سے نکال کر اسکی جگہ دوسری کتاب رکھ دی۔ یا ضرورت محسوس ہوئی تو نئی کتاب لکھ دی۔ اس دعویٰ کو واقعات و دلائل

سمتی پیدا ہوئی۔ اور اس کے بعد وفاق المدارس اور نصاب تعلیم کی تحریک کو خاص تیزی کے ساتھ چلانے کی ہمت نہوئی۔ اگرچہ اس دوران میں بھی نرم و مقاری کے ساتھ کام جاری رہا۔ جب بھی موقع و محل دیکھا اس بارے میں اکابر علماء سے استفادہ کیا جنہیں مدارس سے تبادلات خیالات کیا اور دونوں چیزوں کی اہمیت واضح کر کے عملی اقدام کی طرف توجہ دلائی۔ بعض حضرات نے مقصد اور طریق کاٹے پورا اتفاق کیا۔ اور ہر ممکن عملی تعاون کی پیشکش کی۔ بعض نے مقصد کے ساتھ انظار اتفاق کر کے طریق کار کے بارے میں اختلاف رائے کر کے کچھ اور تجویزیں بتائیں۔ اور بعض نے کوئی خاص توجہ نہ بھی فرمائی بعض نے اپنے ذاتی اعزاز پیش کئے۔ بعض نے ماحول کی مساعدت کا شکوہ کیا۔ بعض نے مالی مشکلات کو مانع ٹھہرایا۔ بعض نے اپنا نفع کی سرد جہری کا دونا روایا۔ الغرض اس عرصہ میں سے

من بہر حقیقتے نالان شدم : پیش خوشحالان و بدحالان شدم اور ہر ایک نے اپنی اپنی ہمت اور فکر کے مطابق اپنی رائے مشورہ کا اظہار فرمایا۔ اور اس سلسلہ کی ایک کوشش یہ بھی ہے کہ میں اس مقالہ کے ذریعہ سے پھر مدارس عربیہ کے ذمہ وار حضرات کو دعوت عمل دیتا ہوں۔ اور انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ مصداق ٹھونڈا نہ چال قیامت کی چل گیا۔ اور کسی قدر ضروری تصرف کے ساتھ اقبال مرحوم کا یہ پیغام پھر سننا ہوں۔ کہ

نہ سمجھو گے تو مٹا جائے امی اہل مدارس تم
تمہاری داستان تک بھی ہوگی داستانوں میں

معرفی تعلیم اور اتحاد و آزاد خیالی کی تیز و تند اندھیوں کے مقابلہ میں اجتماعی قوت اور بڑوں کی مضبوطی کے بغیر ان مدارس و مکاتب کا وجود زیادہ دیر تک باقی نہیں رہ سکتا۔ نصاب تعلیم سے پہلے اولین فرصت میں آپس کی تنظیم وفاق کا کام سرانجام انتہائی ضروری ہے۔ اور کم از کم درجہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا خاکہ کے مطابق وفاق المدارس العربیہ کا نظام جلد از جلد قائم کیا جائے۔ اگر آج ذاتی اغراض بہی

کی روشنی میں خوب منع اور واضح کیا جاسکتا ہے۔ لیکن فی الحال ان اشارات پر گفتگو کرتا ہوں۔ اس علم خود تفصیل کو سمجھ جائیں گے۔ پس اتنی بات تو یقیناً درست ہے کہ ہر زمانہ کی طرح اب موجودہ زمانہ میں بھی مدارس عربیہ کے نصاب تعلیم پر از سر نو غور کرنا اور غور و فکر کے بعد مناسب ترمیم و ترمیم و ترمیم اور حکم و اخلاص جائز ہے۔ نہ یہ بدعتِ سنہ ہے۔ نہ اکابر کی توہین و تقصیر۔ صرف قابل بحث چیز یہ رہ جاتی ہے کہ تبدیلی کن مقام مدنی خاطر اگس نصاب العین کے پیش نظر ہو۔ اور ترمیم و ترمیم کے وقت غور و فکر کرنے والوں کے سامنے کون سے اصول و ضوابط ہوں۔ محض تبدیلی یا نئے تبدیلی، یا جذبہ جدت پسندی کی تسکین، یا کسی اور نظام تعلیم کی کوثرانہ تقلید، یا قدامت پسندی کے طعنوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے کا داعیہ اور مادی منفعت اور دنیاوی سادوسامان کے حصول کی حرص ان میں سے کوئی چیز بھی اس تبدیلی نصاب کی جدوجہد کی محرک نہ ہونی چاہئے۔ بلکہ پیش نظر مقصد یہ ہونا چاہئے کہ قیام پاکستان کے بعد کے مسلمان ملکوں میں جو سب سے بڑی ایک ایسی ریاست عمل میں آچکی ہے جس کے متعلق قیام سے پہلے اس کے قیام کے داعیہ کی صورت میں اور قیام کے بعد آئین ساز اسمبلی میں آئینی زبان میں قرارداد مقاصد کے ذریعہ یہ اعلان کیا گیا ہے کہ اس مملکت میں جو تشریف بھی خدا تعالیٰ کی مملکت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھ کر اس کے احکام و ضوابط کے مطابق نیا بنیاد پورا اسلامی نظام جاری کیا جائے گا۔ اور یہاں انفرادی، اجتماعی، داخلی، خارجی، قومی اور بین الاقوامی تمام معاملات میں کتاب سنت کے مطابق ہی باشندگان ملک کی زندگی کی تشکیل کیا جائیگی۔ ایسی اصولی ریاست میں اسلامی نظام جاری کرنے ادا کو ایک مثالی ریاست بنانا کیسے ایسے کارکنوں کی ضرورت ہے جو موجودہ زمانہ کے تقاضوں، موجودہ عالم انسانیت کے نفسیات، اقوام عالم کی تہذیبوں کی حرکات اور مثال کر پاکستانی قوم کی فطری اور طبعی ضرورتوں کو نو بہا بھی طرح جانتے ہوں۔ تاکہ صحیح فہم و شعور کے ساتھ قرآن و حدیث کے نسخہ شفاء

کے ذریعہ ہر قسم کی روحانی بیماریوں کا علاج کریں۔ اور دینی ترقی و تربیت کر کے قوم کے افراد کو صحیح مسلمان بنا کر گندے ماحول کے اثرات سے بچائیں۔ وہ کارکن ایک طرف تو قوم کے اخلاق و اعمال، عقائد و افکار کی صحیح تعمیر و تطہیر کیا کریں۔ اور دوسری طرف قوتِ حاکمہ کے کل پڑے بن کر انتظامی مشنری میں اس طرح فٹ ہو کر جھجھکیں کہ حکومت کی ساری مشنری اور اسکے پڑے صرف مرضی کے مطابق اور خدا و رسول کے احکام کی پابندی ہی میں حرکت کر سکیں۔ اور حکومت کا سارا کاروبار ٹھیک اسی انداز پر ہو۔ جو قرآن و حدیث کا صحیح تقاضا اور ایک مسلمان کی زندگی کا مقصد ہے۔ معروف کو فروغ ہو، اور منکر کا بالکلہ استیصال ہو جائے۔ اور ہر جگہ اللہ کا کلمہ اور اللہ کا جھنڈا بلند ہو۔ ظاہر ہے کہ ایسے کارکن وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو قرآن و حدیث اور ان سے مستنبط احکام و قوانین کو ماہرانہ طور سے جانتے بوجھتے ہوں۔ ادا ان میں یہ ملکہ موجود ہو کہ موجودہ پھیلی ہوئی اور متمدن دنیا کے پیچیدہ اور لائیکل ہر قسم کے سیاسی، معاشی، معاشرتی، تجارتی اور بین الاقوامی مسائل کو قرآن و حدیث ہی کی روشنی میں بحسن و خوبی حل کر سکتے ہوں۔ اور اس غرض کیلئے ہر شخص کو واسطے جس طرح قرآن و حدیث اور فقہ و اصول کی پوری سادت شرط اولین ہے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ ان مسائل کی حقیقت انکی حیثیت و اہمیت اور ان کے اسبابِ علل کا شعور علم بھی رکھتا ہو۔ پس میرے خیال میں موجودہ مدارس عربیہ کو مقصد تعلیم و تربیت یہ متعین کرنا چاہئے۔ کہ ہم ان مدارس میں ایسے طالب العلم تیار کر کے میدان عمل میں بھیجنا چاہتے ہیں۔ جو محض ملازمت، تنخواہ اور دنیاوی عز و جاہ کی خاطر نہیں۔ بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا مندی، ثوابِ آخرت، مومنانہ ذمہ داریوں سے عمدہ برآہونے اور مملکت پاکستان میں اقامتِ دین کی خاطر ہر شعبہ زندگی میں دین اسلام کی صحیح فہم اور پوری نمائندگی کر سکیں۔ جو اپنے شعور علم، مضبوط سیرت و کردار اور مجاہدانہ جدوجہد سے وہ ماحول پیدا کریں کہ اس ملک میں انفرادی

اور اجتماعی ہر معاملہ خدا و رسول کے احکام کے مطابق ہی سر انجام پاتا ہو۔
مذہبین پیدا ہوں تو اس طرح کہ وہ ہر کون ہر کالج اور ہر علمی ادارہ میں چمکے
وہاں کی ساری فضا کو خدا پرستانہ بنادیں۔ اور انہیں اتنی علمی اور علمی قوت
ہو کہ وہ ہر باطل کا حق کیسا تھہر داند واد مقابلہ کریں۔ اور باطل جس پہلو سے اور
جس رنگ میں بھی جل کرے یہ سبکی پوری مداخلت پر قادر ہوں۔ مبلغین و
واعظین پیدا ہوں تو اس طرح کہ وہ اپنی پرتاثر تقریروں اور پند و مواعظ
سے قوم کے حوام کی ایسی صحیح تربیت و تظہیر کر سکیں کہ ہر عامی اسلامی اصول
کے جاننے والے اور اس کے مطابق عمل کرنے میں ایک سچے مسلمان کا فہم و پیش قدمی
مصطفین پیدا ہوں تو ایسے کہ وہ موجودہ دور کے ذہین طبقہ کو بولورپکے
افکار و خیالات سے عروج ہو کر اتحاد و بیحدی کی طرف جارہے دین کی صحیح تحقیق
ٹھوس تصنیفات کے ذریعہ سمجھا سکیں۔ اور ان کے افکار و خیالات کو صحیح رہائی
ماہ پلگا سکیں۔ اور پورے اس طبقہ کی ساری موجودیت ختم کر کے اسے علمی طرہ
سے اس بات پر مطمئن کر دیں کہ اس علم وہ نہیں جو کہ پورے پاس سمجھا جا رہا ہے۔
بلکہ وہ تو محض ملمع سازی ہے۔ نظر فریبی ہے، متعلق کو خوشنما پردہوں میں
پھپھا کر علم کے نام سے ایک جہالت ہے۔ بلکہ علم الحقائق وہ ہے جو عربین کی طرف
اس کے رسول اللہ اگر بیان فرمایا ہے۔ الغرض نصیاب تعلیم وہ ہو جس کو چاہئے
اور سمجھنے کے بعد فرائض و تعمیل طلبہ زندگی کے ہر شعبہ میں دین کے حقیقی
خادم و مبلغ بن سکیں۔ اس غرض کیلئے موجودہ نصیاب تعلیم میں چند اہم تبدیلیاں
کو فی ضرورت ہیں۔ ایک یہ کہ علوم الہیہ کو اس حد تک اور اس طرز کیساتھ باقی
رکھا جائے تاکہ وہ آگے نہ بڑھے گا کام نہ کر سکیں۔ انکو مستقل مقصد کی حیثیت
نہ دینی چاہئے۔ اور پھر ان علوم کی کتابیں بھی اس حیثیت سے از سر نو زیر غور و لانی
چاہئیں کہ کیا ہمارے پیش نظر مقصد کے مطابق یہ کتابیں ہیں یا نہیں۔ اور
ہیں تو کہاں تک ہیں۔ نیز علوم عصریہ کی بہت سی کتابیں کسی نہ کسی انداز
میں ضرور رکھنی پڑیں گی۔ اننگ عربی ادب کی کتابیں چکار مدارس میں اس
حیثیت سے پڑھی جاتی تھیں کہ ہر عربی زبان سے واقفیت اس حیثیت ہو
جستے کہ ہم قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ادبی
مدارت کے ذریعہ سراسر اچھی طرح سمجھ سکیں۔ اسلئے کتب نصیاب میں اور طرز تعلیم

میں بول چال، باہمی مخاطبت و مکاتبت، انشاء و مضمون نویسی
وغیرہ کا کچھ خیال نہیں رکھا جاتا تھا۔ اور خصوصاً عربی ادب کے
نئے رجحانات، اسالیب تحریر و تقریر اور عربی ممالک کی صحافت و
انشاء کے طریقوں وغیرہ کے بارے میں تو قطعاً لاعلمی رہی ہے۔ دیوان
حماسہ، اور دیوان متنبی، اور سب سے محلہ وغیرہ کو ادب کیلئے کافی
سمجھا گیا۔ اور اس میں شک نہیں کہ صرف پہلے مقصد کے حصول
کیلئے یہ طریقہ کار درست تھا۔ لیکن اب قیام پاکستان کے بعد حیثیت
بدل گئی ہے۔ اگر ایک طرف حکو قرآن و حدیث سمجھنے کیلئے قدیم
عربی ادب کی ضرورت ہے۔ اور اس غرض کیلئے ہمیں مطلقاً اور
حماسہ کو بلکہ فردوسی و ہریر اور شعرا و زماٹہ جاہلیت کے دوادین کو
پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔ تو دوسری طرف ہم کو نئے
عربی ادب کے واقفیت اور زبان دانی کیلئے دیوان حافظ ابراہیم، دیوان
شوقی بک، اور دوسرے شعراء کے مجموعہ اشعار کو، اور منفلوطی
وغیرہ ادبائے مصر کے مجموعہ مضامین و انشاء کو پڑھنے اور سمجھنے
کا اہتمام کرنا چاہئے۔ نیز علمی طور سے ایسی مشق رانی چاہئے کہ ہمارے
مدارس کے طلبہ عربی میں تقریر و تحریر کی مہارت حاصل کریں۔ عربی
اب بھی پہلے کی طرح ایک نندہ زبان اور خصوصاً ممالک اسلامیہ کے درمیان
باہمی ربط و مضبوط کیلئے ایک کامیاب ذریعہ ہے۔ اگر پاکستان کو دنیا اسلام
کی قیادت کرنی ہے تو اگر ارباب اقتدار نے اپنا انداز کار بدل دیا اور
انہوں نے اسلام کو محض اپنا یا تو اسمیں شکر نہیں کہ تمام ممالک اسلامیہ
کی قیادت پاکستان ہی کر سکتا ہے۔ اور پاکستان ہی کو یہ شرف حاصل
ہو سکے گا، تو اسمیں تمام ممالک اسلامیہ کیساتھ ربط و تعلق رکھنے کیلئے
نئے عربی ادب کی بہت بڑی ضرورت ہوگی۔ اور اگر مدارس عربیہ نے
ایسے طلبہ تیار کر کے جو اس کام میں ماہر ہوں تو یہ مملکت کی ایک بڑی
اہم خدمت ہوگی۔ اور اس سے خود ان مدارس کی حیثیت و اہمیت
بڑھ جائیگی۔ اور حکومت اور باشندگان ملک کو خود بخود محسوس ہو
جائے گا کہ گوشہ نشین و گمنام علماء مدارس میں ہزار ہا تکالیف و مصائب

۷۸۶

لائس پور میں انجمن اشاعت العلوم کے زیر اہتمام ۳۰ ستمبر ۱۹۴۹ء کو مدارس عربیہ کی مجلس مشاورت

مجوزہ نصاب تعلیم

تحصیل علوم عربیہ کیلئے آٹھ سالہ نصاب

کی تعلیم حاصل کر چکے ہوں۔ یا انکی لیاقت اس معیار کی ہو کہ وہ اردو فارسی بہ خوبی پڑھ لکھ سکتے ہوں۔ اور اگر کوئی طالب علم اردو فارسی یا لکھنے پڑھنے اور متعلقہ مضامین میں کمزور ہو تو اس نصاب کے ابتدائی سالوں میں پوری محنت کے ساتھ اس کو ان مضامین سے خبردار کرنے کے لئے خاص اہتمام کی ضرورت ہوگی۔ چنانچہ ہر مدرسہ ایسے طلبہ کو معیار مطلوب تک پہنچانے کے لئے مناسب انتظام بھی کرے۔

ابتدائی اردو فارسی کی تعلیم کیلئے فی الحال کوئی نصاب مرتب نہیں کیا گیا۔ بلکہ فیصلہ کیا گیا کہ اس بار میں حکومت پروردگار کا یا گیا۔ کہ ملل تک تعلیم کا جو نصاب حکومت تجویز کرے وہ علماء مکرّم کے مشورہ کے مطابق اس نسخہ پر ہو کہ جس میں دینی اور دنیوی تعلیم کی یکسانیت کا لحاظ رکھ کر یکسانی پیدا کی جائے۔ یہ حالاً موجودہ مدارس عربیہ میں داخل ہونے والے ان طلبہ کیلئے آٹھ سال کا نصاب مرتب کیا گیا۔ جو کسی سرکاری یا غیر سرکاری سکول میں ملل تک اردو فارسی اور متعلقہ مضامین

السنة الأولى

۵	۴	۳	۲	۱
اگر حساب اور جغرافیہ نہ پڑھا ہوا ہو تو اس کا پورا انتظام کیا جائے۔	فارسی کی کوئی کتاب جو نہ پڑھی ہو۔	(۱) علم الفوائد مولانا مشتاق احمد صاحب یا (۲) نحو میر (۱) اور اگر ہو سکے تو دونوں (۲) کلام عربی مصداق (۳) شرح بآتہ عامل	(۱) عربی صفوۃ المصادر اسکی مشق مسمیات کو محسوس کرانے کرائی جائے۔ اور پھر طلبہ سے سوالات بھی کئے جائیں۔	(۱) عربی زبان کا قاعدہ (۲) علم الصرف مصداق مع میزان الصرف (۳) علم الصرف مصدوم (۴) مع ابواب الصرف (۵) علم الصرف مصدوم

السنة الثانية

۵	۴	۳	۲	۱
	(۱) کلام عربی حصہ دوم اس طور سے پڑھائی جائے کہ ترکیب کی فہم مشق ہو۔ (۲) روضۃ الادب	(۱) نور الایضاح (۲) معین للنطق تیسیر المنطق (۳) مرآۃ للنطق تتمشیل	(۱) ہدایۃ النحو (۲) کافیہ النحو الواضح (مصری) الکواکب الدریۃ شرح منہج الایضاح (مصری) شرح ابن عقیل	(۱) علم الصیغہ (۲) فصول الکبریٰ کی یا اور کسی کتاب کی خاصیات ابواب

السنة الثالثة

۵	۴	۳	۲	۱
(۱) میراث المسلمین - (۲) بنی عربی (سیرت) اردو مولانا زین العابدین میرٹھی۔	(۱) تہذیب شرح تہذیب (۲) اصول الشاشی۔	(۱) القراءۃ الرشیدہ تین حصے (علم ادب) مجموعہ نظم و نثر۔	(۱) قدوری - (۲) قصیدہ بد الامالی	(۱) قرآن کریم کا ترجمہ سورہ بقرہ وآل عمران - یا آل عمران کی بجائے آخری پارہ - اس طور سے کہ صاف فہم ترجمہ ہو۔ حروف و ترکیب اور صیغوں کی مشق کا خاص خیال رکھا جائے۔ اور سادہ مطلب سمجھایا جائے۔

السنة الرابعة

۵	۴	۳	۲	۱
(۱) قطبی تصدیقات (۲) المختارات (ادب) حصہ نثر اور اسکے ساتھ ترجمہ تین۔	(۱) نور الانوار مکمل	(۱) دروس البلاغۃ - (۲) مختصر المحافی فن بیہج	(۱) کنز الدقائق مکمل	(۱) ترجمہ قرآن مجید از سورہ زمر تا بنی اسرائیل (دفعہ) حل لغات اور شکل نمائیکہ خاص خیال رکھا جائے۔ اور سادہ ترجمہ ہو۔

ف۔ اس سال تالیف ملت کا حصہ خلافت راشدہ باقاعدہ زیر مطالعہ رکھا جائے۔ اور اس کا امتحان لیا جائے ۱۲

السنة الخامسة				
۱	۲	۳	۴	۵
(۱) ترجمہ قرآن مجید از بنی اسرائیل تا اختتام	(۱) ہدایہ اولین (معد) عقودہ رسم المفتی مفید المفتی از مولانا عبدالاول صاحب	(۱) مختصر المعانی - فن معانی و بیان (۲) سراجی و عملی مشق	(۱) قطبی تصورات (۲) سلم العلوم	(۱) قعیدہ بردہ - (۲) دیوان خامسہ - دبایہ الحامسہ - باب الراشہ باب الادب

ف۔ اس سال تلخیص ملت کا حصہ تادیخ بنو امیہ باقاعدہ زیر مطالعہ رکھ کر امتحان لیا جائے ۱۲

السنة السادسة				
۱	۲	۳	۴	۵
(۱) الفوز الکبیر و تفسیر جلالین	(۱) ہدایہ جلد ثالث	(۱) ہدایہ سعیدۃ باجستاز (۲) متن ہدایۃ الحکمۃ (۳) مسامرہ (یا) شرح عقائد لغنی	(۱) کامل مبرد حصہ اول (۲) عربی مقالہ فوسلی کی مشق -	(۱) علوم جدیدہ کی کتابیں (۲) تادیخ ملت کا حصہ تادیخ بنو عباس

۱۳ ابھی کتابوں کی تعین نہیں کی گئی ہے۔ ماہرین سے مشورہ کرنے کے بعد تعین کیا جائیگا۔ فلسفہ جدیدہ - معاشیات، سیاسیات اور فلسفہ
کے متعلق ابتدائی اور بنیادی معلومات کی کتابیں ہوں گی ۱۲

السنة السابعة				
۱	۲	۳	۴	۵
(۱) مشکوٰۃ شریف مع خیر الاصول	(۱) ہدایہ جلد رابع (۲) شرح نخبۃ افکار	(۱) رشیدیہ (۲) تصریح (۳) محیط الدائرہ	(۱) رسالہ حمیدیہ (۲) تفسیر مبیضیہ وی سورۃ بقرہ (یا) تفسیر مدارک	(۱) رسالہ قشیریہ - اور برائے مطالعہ اکمال الشیم (۲) کتاب الآثار امام محمد

۱۴ معاشیات اور اخلاق کے متعلق احادیث کی اچھی تحقیق کر کے احادیث کی روشنی میں مسائل حاضرہ کا اسلامی حل سمجھایا جائے ۱۲

السنة الثامنة

دورة احادیث

